علامہ ابنِ عابدین شامیؒ

خاتم المحققین علامہ محمد امین بن عمر ابن عابدین شامی رحمہ اللہ ۱۱۹۸ھ - ۱۲۵۲ھ

کا ایک مستند مختصر اور جامع تذکرہ

بقلم

خلفِ رشید علامہ محمد علاؤ الدین آفندی

۱۲۴۴ھ/۱۳۰۶ھ

ترجمہ و حواشی

مفتی محمد عاصم مبارکپوری

نظرِ ثانی

حضرت مولانا محمد عارف جمیل صاحب مبارکپوری

استاذ حدیث و ادب چیف ایڈیٹر ماہنامہ عربی "الداعی" دار العلوم دیوبند

ناشر

مکتبہ علم و فقہ

MAKTABA ILM-O-FIQH

کتاب کے جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

تفصیلات

نام رسالہ ← علامہ ابنِ عابدین شامیؒ کا ایک مختصر مستند تذکرہ

تحریر ← علامہ محمد علاؤ الدین آفندیؒ

ترجمہ وحواشی ← مفتی محمد عاصم مبارک پوری

کمپیوٹر سیٹنگ ← محمد محسن دیوبند:9045237896-8057239323

اشاعت اوّل ← صفر ۱۴۴۶ھ مطابق ستمبر ۲۰۲۴ء

صفحات ← ۵۶

ناشر
مکتبہ علم و فقہ
MAKTABA ILM-O-FIQH
اکابر و اسلاف کے علمی مآثر، نادر و نایاب رسائل اور مختصر قیمتی تحریروں کا مرکز

+91 74174 26613

maktabailmofiqh@gmail.com

Near Muslim Fund, Deoband, U.P. 247554

فہرست

نمبر شمار	مضمون
۷	تقریظ حضرت مولانا محمد عارف جمیل صاحب دامت برکاتہم ....
۹	مقدمہ: حضرت مولانا مفتی محمد مصعب صاحب قاسمی ....
۱۳	عرضِ مرتب ....
۱۸	مؤلفِ رسالہ کے مختصر حالات ....
۲۳	آغازِ کتاب ....
۲۳	نام ونسب ....
۲۴	ولادت ....
۲۴	ابتدائی تعلیم ....
۲۴	علمِ دین کی طرف میلان کا سبب ....
۲۴	شیخ سعید حمویؒ کی خدمت میں ....
۲۴	شیخ سعید حمویؒ کا مختصر تعارف ....
۲۵	شیخ شاکر عمریؒ کی خدمت میں ....
۲۵	شیخ شاکر عمریؒ کا تعارف ....
۲۶	شیخ شاکر عمریؒ سے پڑھی ہوئی کتابیں ....
۲۶	شیخ سعید حلبیؒ کی خدمت میں ....
۲۶	شیخ سعید حلبیؒ کا مختصر تعارف ....
۲۷	شیخ سعید حلبیؒ سے دوبار درمختار پڑھنا ....

ردالمحتار کی تسوید ۲۷
ردالمحتار کی تبییض اور اس کی ترتیب ۲۷
تالیفات ۲۸
تبییض کا آغاز کتاب الاجارہ سے کرنے کی وجہ ۲۸
تبییض کے چار مراحل ۲۸
غیر مبیضہ حصوں کی نشان دہی ۲۹
غیر مبیضہ حصوں کا تکملہ ۲۹
امین الفتویٰ کے عہدہ پر فائز ہونے کے باوجود استاذ کے درس میں شرکت ۲۹
علامہ شامیؒ کی شخصیت کے عناصر ۳۰
طلبہ کے ساتھ شیخ شاکر عمریؒ کا ربط وتعلق ۳۰
ردالمحتار کی تالیف کا سبب ۳۱
علامہ شامیؒ کی ذہانت وفطانت اور شیخ سعید حلبیؒ کی فکرمندی ۳۱
ردالمحتار کا منہج اور اس کی خصوصیات ۳۱
رسائل ۳۴
بیعت وارشاد ۳۶
علامہ شامیؒ کی تصنیفات کی تعداد ۳۶
اخلاق ۳۷
علامہ شامیؒ کا بیعت وارشاد سے تعلق ۳۷
شیخ شاکر عمریؒ کے انتقال کے بعد شیخ خالد نقشبندیؒ سے رجوع ۳۷
تصوف کے سلسلہ میں علامہ شامیؒ کے دو رسالے ۳۷
عمومی احوال ۳۸

ذاتی حلقۂ درس کا قیام ۳۸
غیرت وحمیت ۳۹
پرہیزگاری اور پہلا واقعہ ۳۹
دوسرا واقعہ ۳۹
تیسرا واقعہ ۳۹
حلیۂ مبارک ۴۰
علامہ شامیؒ کی پرہیزگاری کا اثر ان کی تحریروں میں مفتی شفیع عثمانی صاحبؒ کی زبانی ۴۰
مجلس کی خصوصیت ۴۱
حق گوئی ۴۱
علاقہ میں اثر ورسوخ ۴۱
مرجعیت ۴۱
نافعیت ۴۲
تصنیف میں انہماک ۴۲
علوم وفنون کے ذخائر ۴۲
کتابوں کی فراہمی میں علامہ شامی کے والد کا تعاون ۴۲
تصحیحِ کتب کا اہتمام ۴۳
حسنِ خط ۴۳
تحقیق وفقاہت میں علامہ شامیؒ کا مقام ومرتبہ ۴۴
علامہ شامی کی فقہی بصیرت اور تبحر علمی کے پانچ بنیادی اسباب ۴۴
وقت کے شیخ الاسلام کی علامہ شامی سے اجازت حدیث کی درخواست ۴۵
درس کی خصوصیت ایک شاگرد کی زبانی ۴۵

والدین کے ساتھ صلہ رحمی ۴۶
دادی صاحبہ ۴۶
والدہ ماجدہ ۴۶
والدِ محترم کی شفقت ۴۷
ورع وتقویٰ ۴۷
رشتے داروں کے ساتھ صلہ رحمی ۴۸
برادر زادہ شیخ احمد آفندیؒ کا تذکرہ اور علامہ شامیؒ کی ان کے ساتھ شفقت ومحبت ۴۸
اساتذہ کا ادب اور ایک بزرگ کی پیشین گوئی ۴۹
اساتذہ کے ساتھ علماء ومشائخ کی مجالس میں حاضری اور اجازتِ حدیث ۴۹
شیخ الحدیث علامہ محمد کزبریؒ سے اجازتِ حدیث ۴۹
محدثِ کبیر شیخ احمد عطارؒ سے اجازتِ حدیث ۵۰
شیخ امیر کبیر مصریؒ سے اجازتِ حدیث ۵۰
ولادت سے پہلے بشارت ۵۱
مشہور تلامذہ کی فہرست ۵۱
وفات ۵۳
تدفین ۵۳
علامہ علاء الدین حصکفیؒ سے تعلق ومحبت ۵۳
علامہ علائی کے بارے میں قصیدہ ۵۴
قصیدہ کا ترجمہ ۵۴
نمازِ جنازہ اور عوام کا جمِ غفیر ۵۵
فہرستِ مراجع ۵۶

تقریظ

حضرت مولانا محمد عارف جمیل صاحب دامت برکاتہم

علامہ شامی محمد ابنِ عابدین رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت علمی حلقوں میں محتاجِ تعارف نہیں، فقہی بصیرت اور علمی مقام ومرتبے کے لحاظ سے وہ فقہِ حنفی کی اُن چنیدہ شخصیات میں سے ہیں، جن کے قلم وقرطاس کی صدائے بازگشت تقریباً دوصدی سے مسلسل سنی جارہی ہے۔ متقدمین کی کتابوں سے واقفیت، جزئیات پر عبور اور عباراتِ فقہاء کے صحیح محمل و مصداق کی تعیین ان کی نمایاں خصوصیات ہیں۔

انہوں نے مختلف فقہی موضوعات پر قلم اٹھایا اور فقہائے احناف کی مختلف کتابوں کو شرح وحاشیہ سے مزین کیا، جن میں مشکل اور پیچیدہ عبارتوں کی عقدہ کشائی اور متعارض فقہی آراء کے درمیان تطبیق کی کوشش کی، خصوصاً ''ردالمحتار'' کی شکل میں آپ نے متقدمین ومتاخرین کی کتابوں سے خوشہ چینی کرکے، امت کے سامنے ایک ایسا انسائیکلوپیڈیا پیش کیا، جو منصۂ شہود میں آنے کے بعد ہی سے تاہنوز فقہ وفتاویٰ سے اشتغال رکھنے والے طلبا، علما اور مفتیانِ کرام کے لیے بنیادی ماخذ اور مرجع کی حیثیت رکھتا ہے، فقہ وفتاویٰ کا کوئی طالبِ علم اس سے مستغنی نہیں ہوسکتا۔

ضرورت تھی کہ امت کے اس عظیم فقیہ کی کوئی مختصر سوانحِ عمری پیش کی جائے، جس میں موصوف کے حالاتِ زندگی کے ساتھ علمی میدان میں آپ کی خدمات: تصنیفات، تحقیقات

اورحواشی کامختصر ذکر آ جائے؛تا کہ فقہ وفتاویٰ سے تعلق رکھنے والے حضرات آپ کی شخصیت سے اجمالی طور پر واقف ہوجائیں۔

مجھے خوشی ہوئی کہ عزیزم مفتی محمد عاصم سلّمہٗ نے اِس ضرورت کو محسوس کیا اور اپنی طرف سے کچھ لکھنے کے بجائے علامہ شامیؒ کے جلیل القدر فرزند محمد علاء الدین آفندیؒ کی عربی زبان میں لکھی ہوئی ''مختصر سوانح'' (جوقرۃ عیون الاخیار فی تکملۃ ردالمحتار کا جزء ہے) کو اردو قالب میں ڈھال دیا؛ کیوں کہ کسی شخصیت کے بارے میں معلومات اور اسرار ورموز سے واقفیت کے لیے قریبی اور گھر کے کسی فرد کو جو وسائل میسر ہوتے ہیں، وہ کسی اور شخص کو خواہ کتنی ہی جدوجہد کرلے، دستیاب نہیں ہوسکتے؛ اس لیے یہ رسالہ مختصر ہونے کے باوجود علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ پر لکھی گئی سوانحی کتب میں سب سے معتبر اور مستند ہے۔

ترجمہ کی تکمیل کے بعد میرے سامنے ترجمہ کو پیش کیا تو میں نے ترجمہ پر ایک نظر ڈالی اور بعض مقامات پر جزئی تبدیلی کرکے اُس کے ترجمہ پن کو دُور کیا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اِس خدمت کو قبول فرمائے، مصنفِ محترم اور مترجم کو جزائے خیر عطا فرمائے اور طبقۂ علما وطلبا کے لیے بصیرت کا سامان بنائے۔

محمد عارف جمیل مبارک پوری

استاذِ حدیث وادب دارالعلوم دیوبند

وچیف ایڈیٹر عربی ماہنامہ ''الداعی''

۲۳/ذی الحجہ ۱۴۴۴ھ

❑❖❑

مُقَدِّمَہ

حضرت مولانا مفتی محمد مصعب صاحب قاسمی

نائب مفتی دارالعلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

● تیرہویں صدی ہجری میں خاتم المحققین علامہ ابنِ عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ (ولادت:۱۱۹۸ھ/ ۱۷۸۴ء، وفات: ۲۱/ربیع الاولیٰ ۱۲۵۲ھ/ ۱۸۳۶ء) کی شخصیت: وسعتِ مطالعہ، متاخرین فقہائے کرام کے علوم کی تلخیص و تنقیح، متعارض آراء میں تطبیق و ترجیح، مفتی بہ قول کی تحقیق و تعیین، فقہی استدراکات، اصولِ افتاء اور اصولِ فقہ پر گہری نظر، صاحب نسبت شیوخ کی مصاحبت و ملازمت اور سلوک و احسان میں ممتاز مقام کی حامل تھی۔

● علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کو آج تقریباً دوصدی ہونے والی ہے، اِس مدت میں تراجم اور فقہ و فتاویٰ کی تاریخ پر جو کتابیں منظرِ عام پر آئی ہیں، اُن میں آپ کا مختصر و مطول تذکرہ موجود ہے؛ لیکن جو تذکرہ اُن کے خلف نشیں اور اکلوتے صاحبزادے، صاحبِ تکملہ علامہ علاءالدین آفندیؒ (ولادت: ۳/ربیع الثانی ۱۲۴۴ھ/ ۱۸۲۸ء، وفات: ۱۳۰۶ھ/ ۱۸۸۹ء) نے تحریر فرمایا ہے، وہ اپنے استناد، جامعیت اور متنوع خصوصیات کے اعتبار سے بنیادی مصدر کی حیثیت رکھتا ہے، ظاہر ہے کہ علامہ شامیؒ کی زندگی کی عکاسی اُن کے مایہ ناز فرزند سے زیادہ بہتر کون کرسکتا ہے؟ شیخ محمد عبداللطیف صالح الفرفور نے علامہ ابنِ عابدین کی شخصیت پر شائع ہونے والی اپنی مفصل کتاب ''ابن عابدين وأثره في الفقه الإسلامي'' میں تین بنیادی مصادر میں پہلا مصدر علامہ آفندی کی اسی تحریر کو قرار دیا ہے، یہ تذکرہ تکملہ ردالمحتار، یعنی: ''قرۃ عیون الأخیار فی تکملۃ ردالمحتار'' کے شروع میں مطبوعہ ہے، بعد میں بہت سے محققین نے بھی اہمیت و استناد کے پیشِ نظر علامہ شامیؒ کا مستقل تذکرہ لکھنے کے بجائے اسی کو نقل کرنے پر اکتفا کیا ہے؛ چناں چہ ''ثبت

ابنِ عابدین'' (عقود اللآلي في الأسانيد العوالي) جو علامہ شامیؒ کے حالات وکمالات کا سب سے بنیادی اور اہم ترین مصدر ہے، اس کے آخر میں بھی یہ تذکرہ ملحق کیا گیا ہے۔

● علامہ ابنِ عابدین رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم الشان اور بے نظیر کتاب ''ردالمحتار'' فقہِ حنفی کے لیے ایک اہم مرجع کی حیثیت رکھتی ہے، فقہ وفتاویٰ سے وابستہ افراد کے لیے اس کتاب کی مراجعت لابدی اور ضروری ہے، ہمارے سارے اکابر کا اس کتاب سے خاص تعلق رہا، فقیہ النفس، ابوحنیفۂ عصر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ کے صرف ایک واقعے سے اس کا کچھ اندازہ لگایا جاسکتا ہے:

''حضرت امیر شاہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ (جن کو حق تعالیٰ نے عمرو ذہن اور حافظہ بھی اِس قدر وافر عطا فرمایا تھا کہ وہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب سے لے کر موجودہ زمانے کے بزرگوں کے حالات وواقعات کو روایاتِ حدیث کی طرح بسندہ وبلفظہٖ نقل فرماتے ہیں اور پھر حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہٗ نے حضرت مولانا حبیب احمد کیرانویؒ کے توسط سے خان صاحب سے بزرگوں کی حکایات ضبط کرانے کا اہتمام فرمایا) نے فرمایا کہ حضرت گنگوہیؒ نے حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب کاندھلویؒ سے فرمایا کہ فلاں مسئلہ شامی میں دیکھو، مولانا یحییٰ صاحب نے عرض کیا کہ حضرت وہ مسئلہ شامی میں تو نہیں ہے، فرمایا: یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ لاؤ شامی اٹھالاؤ، شامی لائی گئی، حضرت اس وقت آنکھوں سے معذور ہوچکے تھے، شامی کے دوثلث اَوراق دائیں جانب کرکے اور ایک ثلث بائیں جانب کرکے اندازے سے کتاب ایک دم کھولی اور فرمایا کہ بائیں طرف کے صفحے پر نیچے کی جانب دیکھو، دیکھا تو وہ مسئلہ اسی حصے میں موجود تھا، سب کو حیرت ہوئی، حضرت نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میری زبان سے غلط نہیں نکلوائے گا''۔ (حکایاتِ اولیاء، ارواحِ ثلاثہ: ص/۲۳۰، حکایت: ۳۰۷، مکتبہ عمر فاروق کراچی، اشاعتِ اوّل نومبر ۲۰۰۹ء)

● ''ردالمحتار'' سے استفادہ کرتے وقت ہمارے اکابر کی تصنیفات، خصوصاً فتاوی رشیدیہ، فتاویٰ خلیلیہ، فتاوی دار العلوم دیوبند مع حواشی جدیدہ، امدادالفتاوی، امدادالاحکام، کفایت المفتی، امداد المفتین، جواہرالفقہ، لامع الدراری، الابواب والتراجم، بذل المجہود، الکوکب الدری، فیض الباری، العرف الشذی، الاتحاف لمذہب الاحناف، فتح الملہم مع تکملہ، آثار السنن مع تعلیقات، اعلاء السنن، أحکام القرآن للتھانوی، أوجز المسالک، معارف السنن، رسائل کشمیری، رسائل محدث کبیر اعظمی، وغیرہ پیشِ نظر رکھنی چاہئیں، ان مصادر سے ''ردالمحتار'' کے مشکل اور مبہم مقامات میں کافی رہنمائی ملتی ہے۔ (مثالوں کے ساتھ مزید تفصیلات بندہ کی زیرِ ترتیب کتاب: ''علامہ ابنِ عابدین شامی اوران کی کتاب ردالمحتار'' میں پیش کرنے کی کوشش کی جائے گی ان شاءاللہ تعالیٰ)

● ردالمحتار کے اہم اور پیچیدہ مباحث میں نقول فقہیہ کی اصل سے مراجعت کے ساتھ ساتھ اگر مندرجہ ذیل کتابیں بھی خاص طور پر پیش نظر رکھی جائیں تو تشفی وبصیرت حاصل کرنے میں کافی معاونت ملے گی:

(الف) مشہور محدث وفقیہ شیخ عبدالغنی نابلسیؒ (م: ۱۱۴۳ھ) کے شاگرد، درمختار کے سب سے پہلے محشی، جامع ازہر میں درمختار کے سب سے پہلے مدرس اور آیا صوفیہ ترکی کے سابق محدث علامہ ابراہیم حلبی مذاری (متوفی: ربیع الثانی ۱۱۹۰ھ) کا مشہور حاشیہ ''تحفۃ الاخیار علی الدرالمختار'' (حاشیۃ الحلبی)۔

(ب) قاہرہ کے سابق مفتیٔ اعظم، دیار مصر کے خاتم المحققین، مراقی الفلاح کے محشی علامہ سید احمد طحطاوی مصریؒ (متوفی ۱۲۳۱ھ) کا حاشیہ علی الدر المختار (جس کا اہم ترین مصدر حاشیۃ الحلبی بھی ہے)۔

(ج) شیخ عبدالغنی نابلسی کے دوسرے شاگرد شیخ مصطفی بن محمد رحمتی دمشقی مہاجر مدنیؒ (متوفی: ۴ ذوالحجہ ۱۲۰۵ھ) کا ''حاشیہ علی الدرالمختار'' (حاشیۃ الرحمتی)۔

(د) صاحب تنویر الابصار شیخ شمس الدین محمد بن عبد اللہ تمرتاشیؒ (ولادت: ۹۳۹ھ،

وفات:۱۰۰۶ھ راجح قول کے مطابق) کی خود کی لکھی ہوئی شرح ''منح الغفار شرح تنویر الابصار''

(ھ) علامہ شامیؒ کے معاصر، اپنے زمانے میں علمائے مدینہ منورہ کے سرپرست، صحاح ستہ کے مدرس اور شارحِ مسند ابی حنیفہ شیخ محمد عابد سندھیؒ (ولادت:۱۱۹۰ھ وفات:۱۸ ربیع الاول ۱۲۵۷ھ) کی آخری عظیم الشان مبسوط شرح ''طوالع الانوار علی الدر المختار''۔

''ردالمحتار'' سے شغف رکھنے والے اہلِ علم اِن مصادر کی اہمیت سے بخوبی واقف ہیں۔

● بندہ کو مدت سے اِس ضرورت کا احساس تھا کہ علامہ شامیؒ کا کوئی مختصر اور مستند تذکرہ اردو میں طبع ہونا چاہیے؛ تا کہ ان کے علوم سے استفادہ کرتے ہوئے ان کی مبارک زندگی کی خصوصیات مستحضر رکھنا آسان ہو، گرامیٔ قدر جناب مولانا مفتی محمد عاصم صاحب اعظمی زید مجدہٗ (استاذ مدرسہ عربیہ خورجہ) قابلِ مبارک باد ہیں، جنھوں نے اپنے والد گرامی حضرت مولانا عارف جمیل صاحب مبارک پوری دامت برکاتہم (استاذِ حدیث وادب دارالعلوم دیوبند وچیف ایڈیٹر عربی ماہنامہ ''الداعی'') کی نگرانی میں پیش نظر رسالہ کا سلیس اردو ترجمہ کیا، رسالہ کی خصوصیت موصوف کی تحریر میں مفصل مذکور ہیں، بندہ نے اس ترجمہ سے استفادہ کیا ہے، ضروری اور قیمتی حواشی کو پڑھ کر موصوف کی محنت وعرق ریزی کا اندازہ ہوا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ترجمہ کرتے ہوئے اس موضوع کے دوسرے اہم مصادر بھی ان کے سامنے تھے، بندہ کا تاثر یہ ہے کہ تحقیقی حواشی سے اس رسالہ کی وقعت اور اس کی افادیت بڑھ گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کاوش کو قبول فرمائے اور موصوف کو علامہ شامیؒ کے علوم سے شغف رکھنے کے مزید مواقع عطا فرمائے، آمین۔

محمد مصعب عفی عنہٗ

خادم دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند

۷/۱/۱۴۴۶ھ

۱۴/۷/۲۰۲۴، یک شنبہ

عرضِ مرتب

خاتم المحققین علامہ محمد امین ابنِ عمر عابدین رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت دَورِ آخر میں فقہِ حنفی میں نمایاں مقام رکھتی ہے، علمی تبحر، وسعتِ مطالعہ، دقتِ نظری، مسائل کی تحقیق وتدقیق اور اس میں حزم واحتیاط ان کی نمایاں خصوصیات ہیں۔

مذکورہ اوصاف کی وجہ سے فقہائے احناف میں اُن کا جو مقام ومرتبہ ہے وہ محتاجِ بیان نہیں، حاشیۃ ردالمحتار علی الدر المختار فقہِ حنفی میں ان کی ایک شاہکار تصنیف ہے، جو فقہائے متاخرین کی کتابوں سے رجوع، ان کے اقوالِ مختلفہ میں تطبیق وترجیح، تنقیحِ عبارات، توضیحِ اشارات، بیانِ قولِ معتمد، نقد واعتراض اور تاویل وجواب وغیرہ میں اپنی نظیر آپ ہے۔

علامہ شامیؒ کے الفاظ میں:

"یہ کتاب متقدمین کی نقول سے بھرپور، متاخرین کی کتب کا خلاصہ اور نوازل وحوادث سے متعلق علامہ ابنِ نجیم، علامہ شرنبلالی، ملاعلی قاری، عبدالغنی نابلسی، خاتم المحققین علامہ ابنِ قاسم قطلوبغا کے خصوصی رسائل اور دیگر معتبر علماء ومشائخ کی شروحات حواشی اور کتب کے حوالوں سے آراستہ ہے"۔(۱)

انہیں خصوصیات کی وجہ ہے کہ یہ کتاب اِس وقت فقہِ حنفی کا سب سے معتبر اور مستند ماخذ سمجھی جاتی ہے اور تقریباً دوصدی سے اہلِ علم وفقہ وفتاویٰ سے وابستہ حضرات کے لیے مرجع وماخذ کی حیثیت رکھتی ہے، فقہ وفتاویٰ کا کوئی طالبِ علم یا مفتی اس کتاب سے مستغنی نہیں ہوسکتا، اس سے علامہ ابنِ عابدین شامیؒ کی جلالتِ علمی اور فقہِ حنفی میں ان کی

(۱) ماخوذ از ردالمحتار: ۱۲ / ۲۲۴، فر فور مکتبہ اتحاد دیو بند۔

بلند مقامی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

ذیل میں علامہ شامیؒ کی شخصیت سے متعلق علماءِ امت کے کچھ اقتباسات نقل کیے جاتے ہیں، جن سے ان کے علمی مقام ومرتبہ اور قدر ومنزلت کا کچھ اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

صاحبِ اعیان القرن الثالث عشر علامہ شامی کی علمی صلاحیت کو اجاگر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''آپ مشکل مسائل کو بڑے عمدہ طریقے سے حل کردیا کرتے تھے، جس کی وجہ سے وہ فقہ وفتاویٰ میں مرجعِ خاص وعام بن گئے، اور بڑی مقبولیت حاصل کی اور ان سے بڑا نفع ہوا، بہت سے لوگوں نے ان سے اخذ واستفادہ کیا، جن میں (مدینہ منورہ کے قاضی، خلافتِ عالیہ کے مفتی) شیخ الاسلام عارفِ حکمت بھی شامل ہیں، جنہوں نے ان سے مکاتبۃ اجازت طلب کی اور انہوں نے اجازت دی''۔(۱)

علامہ شامیؒ کی خصوصیات پر اجمالی تبصرہ کرتے ہوئے صاحبِ حلیۃ البشر لکھتے ہیں:

''امام عالم وعلامہ ماہر نقاد، دیارِ دمشق کے قطب، ملکِ شام ومصر کے مرجع، مفسر ومحدث، فقیہ، نحو ولغت کے رمز شناس، فہیم وفطین، عزت وشہرت کے مالک، دمشقی، حسب ونسب کے حامل، شریف النفس ابنِ سید عمر معروف بابن عابدین الحسینی، اپنے زمانہ میں حنفیہ کے امام، اختلافِ آراء کے وقت شہر کے مرجع، متعدد مفید تصنیفات کے مالک، جن کے فضائل کا انکار نہیں کیا جاسکتا اور خوبیوں کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا، جن کی عبادت، ورع اور توجہ الی اللہ کی وجہ سے پروردگار کے یہاں سعادت وکامیابی کا فیصلہ کیا جائے گا''۔(۲)

(۱) ابن عابدین وأثرہ فی الفقہ الاسلامی: ۱/ ۳۹۲۔

(۲) حلیۃ البشر فی تاریخ القرن الثالث عشر: ۱/ ۱۲۳۰، دار صادر بیروت۔

اعیانِ دمشق کے مصنف شیخ شطی لکھتے ہیں:

’’شیخ امام عالم علامہ، محقق ومدقق، فقیہ، ادیب وشاعر، مشکلات کے حل کشاں، لاینحل مسائل کی عقدہ کشائی کرنے والے، دیارِ شام کے مفتی، خاندانِ حسینی کے ماہِ کامل‘‘۔

مزید لکھتے ہیں کہ:

’’صاحبِ ترجمہ کے فضل وکمال کے متعلق مختصر بات یہ ہے کہ وہ علامۂ وقت، صاحبِ فہم وذکاء، ممتاز فقیہ، شیریں بیان مقرر، باکمال مصنف اور یکتائے روزگار تھے، ان کے فضل وکمال اور بلند مقامی کے لیے فقط یہی بات کافی ہے کہ درمختار کا مشہور زمانہ اور بے نظیر حاشیہ ردالمحتار انہیں کی تالیف ہے‘‘۔(۱)

زیرِ نظر رسالہ کی خصوصیات

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اور ان کی حیات وخدمات پر متعدد اہلِ علم نے خامہ فرسائی کی ہے، جن میں بعض تحریریں مختصر ہیں اور بعض مفصل، بعض رسالے ہیں اور بعض پی ایچ ڈی کے مقالے؛ تاہم ان میں سب سے مختصر؛ مگر جامع تذکرہ وہ ہے جو اُن کے خلفِ رشید علامہ علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ردالمحتار کے تکملہ میں تحریر فرمایا ہے۔

یہ مختصر تذکرہ اس موضوع پر لکھی گئی دیگر تمام کتب پر درج ذیل وجوہ سے فائق ہے:

❑ یہ تذکرہ علامہ شامی کے خلفِ رشید اور علمی جانشین علامہ علاء الدین آفندی کا تحریر فرمودہ ہے، جن کے فضل وکمال کے لیے یہی کافی ہے کہ انھوں نے اپنے والد کی عظیم تصنیف ردالمحتار کا تکملہ لکھا اور مجلۃ الاحکام العدلیہ جیسی علمی شاہکار کی تالیف میں شریک رہے۔

---

(۱) اعیانِ دمشق: ۲۵۲، دار البشائر بیروت۔

❑ انسان کی عادات واطوار، اخلاق وکرداراور حالات وواقعات؛ بل کہ زندگی کے ہر ہر گوشے سے متعلق جتنی واقفیت گھر کے کسی فرد کو ہوتی ہے، وہ کسی خارجی شخص کو کیوں کر حاصل ہوسکتی ہے؟ اسی طرح اس کی معلومات جس قدر مکمل اور مستند ہوں گی، دوسرے کو وہ احاطہ اور استناد کہاں نصیب ہوسکتا ہے؟

چوں کہ یہ تذکرہ خود ان کے فرزند ارجمند کا تحریر فرمودہ ہے؛ اس لیے مستند ہونے کے ساتھ ساتھ اِس میں ان کی تاریخِ حیات کے بہت سے ایسے گوشوں پر روشنی ڈالی گئی ہے، جن پر مطلع ہونا اہلِ خانہ کے علاوہ کسی دوسرے فرد کے لیے دشوار ہوتا ہے، جیسا کہ مثل مشہور ہے: ''صاحب البيت أدرى بمافيه'' (گھر کا فرد گھر کے احوال سے زیادہ واقف ہوتا ہے۔)

❑ یہ رسالہ علامہ شامی کی حیات وخدمات پر لکھی جانے والی تمام کتابوں اور تحریروں کے لیے مصدرِ اساسی کی حیثیت رکھتا ہے، بعد میں جن لوگوں نے بھی علامہ شامی پر کچھ لکھا، اُن سب کے سامنے بنیادی ماخذ کی حیثیت سے یہی رسالہ رہا۔

❑ یہ رسالہ ''بقامت کہتر بہ قیمت بہتر'' کا مصداق ہونے کے ساتھ ساتھ دریا بکوزہ کی عمدہ مثال ہے؛ لہٰذا جو حضرات علامہ شامی پر لکھی جانے والی تفصیلی کتابوں کے مطالعے کے لیے فرصت نہیں پاتے، ان کے لیے بہت حد تک یہ مختصر رسالہ کافی اور وافی ہوگا۔

رسالے کی انھیں خصوصیات کی بناء پر استاذِ محترم مشفق ومکرم حضرت مولانا مفتی مصعب صاحب دامت برکاتہم (نائب مفتی دارالافتاء دارالعلوم دیوبند) کو ایک مدت سے اِس ضرورت کا احساس تھا کہ اس کا اردو زبان میں ترجمہ کرکے رسالہ کی شکل میں شائع کردیا جائے؛ تاکہ طلبہ وعلماء کو علامہ شامی کی حیات کا ایک اجمالی خاکہ ذہن نشیں کرنے میں سہولت ہو۔

حضرت مفتی صاحب کے حکم پر بندے نے سالِ گذشتہ عیدالاضحیٰ کی تعطیل میں اس کا ترجمہ کیا، بعد میں حضرت کے مشورہ سے دوسری کتابوں خصوصاً ''ابن عابدين وأثره في الفقه الإسلامي'' (جو اس موضوع پر ایک مفصل کتاب ہے) اور ثبت ابنِ عابدین وغیرہ سے مراجعت کرکے کچھ حواشی اور فوائد کا اضافہ کردیا؛ تاکہ یہ رسالہ زیادہ سے زیادہ

تام، مفید اور علامہ شامیؒ سے متعلق معلومات کا حسین مرقع ثابت ہو۔

ترجمے میں مصنف کی اصل عبارت کو جوں کا توں برقرار رکھا گیا ہے؛ البتہ جگہ جگہ مناسب عنوانات کا اضافہ کیا گیا ہے اور کہیں کہیں ترتیب میں معمولی تبدیلی کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے بے حد شکر و امتنان کے بعد سب سے زیادہ شکریہ کے مستحق استاذِ محترم مشفق و مکرم حضرت مفتی مصعب دامت برکاتہم ہیں کہ جن کو اللہ تعالی نے علامہ ابن شامی اور ان کی کتاب ردالمحتار سے خصوصی تعلق عطا فرمایا ہے، انہیں کی تحریک وتشویق پر بندہ نے رسالہ کا ترجمہ کیا اور حاشیہ لکھنے کے دَوران بھی قدم قدم پر قیمتی مشوروں سے نوازتے رہے اور اہم مراجع کی طرف رہنمائی فرماتے رہے، مسودہ تیار ہونے کے بعد بڑی دقتِ نظری کے ساتھ مطالعہ کیا اور قابلِ اصلاح پہلوؤں کی نشان دہی فرمائی، پھر آخر میں مواد سے پر ایک قیمتی مقدمہ لکھ کر بندہ کی اس ادنیٰ کاوش کی حوصلہ افزائی فرمائی۔

بندہ والد ماجد کا بھی بے حد ممنون ومشکور ہے کہ انہوں نے بے پناہ مشغولیات کے باوجود ترجمہ پر نظرِ ثانی کے لیے وقت نکالا اور جابجا اصلاح فرما کر اس کو قابلِ اشاعت بنایا۔

نیز رفیقِ مکرم مفتی محمد اسعد نعمانی صاحب کا بھی ممنون ومشکور ہوں کہ انہوں نے رسالہ کے مسوّدہ کو بڑی دقتِ نظری سے دیکھا اور حواشی کے سلسلہ میں بہت قیمتی باتوں کی طرف متوجہ کیا۔

آخر میں بندہ بارگاہِ خداوندی میں دست بدعا ہے کہ ربِّ ذوالجلال بندہ کی اس حقیر کاوش کو شرفِ مقبولیت عطا فرمائے اور قارئین کے لیے مفید اور بندے کے لیے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین یارب العالمین

محمد عاصم مبارکپوری

۲۶/ذی الحجہ ۱۴۴۵ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مؤلفِ رسالہ کے مختصر حالات

(۱۲۴۴ھ-۱۳۰۶ھ)

نام ونسب

محمد علاء الدین بن محمد امین عابدین آفندی رحمۃ اللہ علیہ۔

ولادت

ولادت ۳/ربیع الثانی ۱۲۴۴ھ مطابق ۱۸۲۸ء کو دمشق میں ہوئی، شیخ آفندی علامہ شامیؒ کے تیسرے صاحب زادے تھے، علامہ شامی نے صاحبِ الدرالمختار علامہ علاء الدین حصکفیؒ سے محبت وعقیدت اور نیک فالی کے لیے انہیں کے نام پر اپنے نومولود بیٹے کا نام علاء الدین رکھا، شیخ آفندی کی ولادت کے وقت علامہ شامی کے مطالعہ میں الدرالمختار کا جو نسخہ تھا اس پر آپ نے یہی تاریخِ ولادت درج فرمائی ہے۔

تعلیم

سنِ شعور کو پہنچ کر شیخ آفندی نے قرآنِ کریم حفظ کیا، اس کے بعد شیخ ہاشم تاجیؒ سے فقہ کی تعلیم حاصل کی، حدیث شیخ عبدالرحمٰن کزبریؒ سے پڑھی، بچپن میں ہی چچازاد بھائی سید احمد کے ساتھ شیخ سعید حلبیؒ کے صحاحِ ستہ کے درس میں حاضری دینے لگے تھے، اس کے علاوہ دوسرے مشائخ سے بھی استفادہ کیا۔

شیخ آفندی کی عمر ابھی آٹھ ہی سال کی تھی کہ والد ماجد علامہ شامی کا سایۂ عاطفت ان کے سر سے اٹھ گیا؛ اس لیے اُن سے براہِ راست استفادہ کا موقع کم میسر ہوا۔

تصوف وسلوک

شیخ آفندی شیخ محمد مہدی زواوی مغربیؒ سے بیعت تھے، انہیں کے یہاں راہِ سلوک کی منزلیں طے کیں اور خلافت سے سرفراز کیے گئے۔

مناصب

شیخ آفندی شیخ مغربیؒ کی ہدایت پر خلافتِ عثمانیہ کے مختلف عہدوں پر فائز رہے۔

(۱) سب سے پہلے دمشق کے امین الفتویٰ منتخب ہوئے[۱]۔

(۲) ۱۲۸۵ھ میں ''مجلۃ الاحکام العدلیہ'' کی تالیف کے لیے قائم کمیٹی کے رکن منتخب ہوئے اور تین سال باضابطہ استنبول میں قیام کرکے اس کی تالیف وتدوین میں شریک رہے، ۱۲۸۸ھ میں ذاتی وجوہات کی وجہ سے کمیٹی سے استعفیٰ دے کر دمشق واپس تشریف لائے۔

---

(۱) کس سنہ میں شیخ آفندی دمشق کے امین الفتویٰ بنائے گئے اور کب تک اس عہدہ پر برقرار رہے، اس کی کہیں صراحت نہیں ملی؛ البتہ اس کی صراحت ہے کہ محمد امین جندی کے دمشق کے مفتی عام منتخب ہونے کے زمانے میں شیخ آفندی کو اس عہدہ پر فائز کیا گیا تھا اور محمد امین جندی ۱۲۷۷ھ سے ۱۲۸۴ھ تک دمشق کے مفتی عام رہے، دوسری طرف یہ بات متحقق ہے کہ شیخ آفندی ۱۲۸۵ھ میں مجلۃ الاحکام العدلیہ کے تالیف کے لیے استنبول تشریف لے گئے تھے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ علامہ آفندی کے امین الفتویٰ کے عہدہ پر فائز رہنے کا زمانہ ۱۲۷۷ھ سے ۱۲۸۴ھ کے درمیان کا رہا ہوگا۔

(از مرتب)

(۳)۱۲۹۱ھ میں دمشق کی ایک تعلیمی تنظیم ''الجمعیۃ الخیریۃ'' کے صدر منتخب ہوئے (جو بعد میں مجلسِ معارف سوریا کے نام سے مشہور ہوئی)، ۱۳۰۰ھ میں دوبارہ اس کے صدر منتخب ہوئے اور مرضِ وفات تک اس عہدہ پر برقرار رہے۔

(۴) دمشق کے محکمۂ شرعیہ کے نائب اور اپیل کورٹ کے رکن بھی رہے۔

(۵) ۱۳۰۴ھ میں خلافتِ عثمانیہ کی طرف سے شیخ آفندی کو تمغۂ مجیدی ''نیشان'' سے نوازا گیا۔

تالیفی خدمات

شیخ آفندی ایک بلند پایہ مصنف اور اہلِ قلم تھے۔ ان کی چھوٹی بڑی کئی تصنیفات ہیں؛ مگر علمی دنیا میں ان کے نام کو زندہ وجاوید رکھنے کے لیے ان کی دو علمی یادگار ہی کافی ہیں۔

(۱)قرۃ عیون الأخیار فی تکملۃ حاشیۃ ردالمحتار.

یہ شیخ آفندی کا سب سے بڑا علمی کارنامہ ہے، علامہ شامی الدر المختار پر ردالمحتار کے نام سے جو حاشیہ تصنیف فرما رہے تھے، اُس کی تکمیل سے پہلے ہی داعئ اجل کو لبیک کہہ گئے تھے، والد صاحب کی وفات کے وقت ان کی عمر صرف آٹھ سال تھی، بعد میں مجلۃ الاحکام العدلیہ کی تالیف کے لیے جب استنبول تشریف لے گئے تو وہاں کے علماء ومشائخ نے ان سے تکملہ لکھنے کی درخواست کی اور بہت زیادہ اس کے لیے اصرار کیا۔

چناں چہ تین سال قیام کے بعد جب شیخ آفندی دمشق واپس تشریف لائے تو ''**قرۃ عیون الأخبار تکملۃ حاشیۃ ردالمحتار**'' کے نام سے تکملہ لکھنا شروع کیا، جو تقریباً تین سال کے عرصہ میں مکمل ہوا، ۱۲۹۰ھ میں اس کی تالیف سے فارغ ہوئے۔

(۲)مجلة الأحکام العدلیة.

اس کا پس منظر یہ تھا کہ خلافتِ عثمانیہ میں عدالتیں فقہِ حنفی کے مطابق فیصلے کیا کرتی تھیں، خلافتِ عثمانیہ کے آخری دَور میں جب صنعتی انقلاب کی وجہ سے کثرت سے تجارتی معاملات میں تبدیلی رونما ہوئی، جس کی وجہ سے جج حضرات کو فقہِ حنفی کے وسیع ذخیرے سے مطلوبہ جزئیہ تلاش کرنے اور مفتیٰ بہٖ قول کی تعیین میں کافی دقت کا سامنا کرنا پڑتا؛ کیوں کہ قدیم علماء وفقہاء قواعد وضوابط کو مستقلاً ذکر کرنے کی بجائے جزئیات کے ضمن میں ذکر کرتے ہیں؛ اس لیے جدید مسائل میں فیصلہ کرتے وقت قواعد کا استخراج انتہائی دقت طلب مرحلہ ہوتا۔ ان مشکلات کو دیکھتے ہوئے خلافتِ عثمانیہ کے وزیرِ انصاف نے سلطنتِ عثمانیہ کے مستند ائمۂ اسلام اور ماہرینِ قانون پر مشتمل ایک کمیٹی کو تشکیل دیا، جس نے قریباً سات سال کی شبانہ روز محنت کے بعد مجلۃ الاحکام العدلیہ کو تالیف کیا اور اس میں ان تمام امور کو پیشِ نظر رکھا گیا، جن کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی، تجارتی معاملات کے اصول وقواعد کو فقہِ حنفی کی مستند کتب سے اکٹھا کرکے حسنِ ترتیب سے سجایا، پھر ان کے تحت مسائلِ فرعیہ کو ترتیب وار درج کیا اور اُن کے ذیل میں اُس دَور کے نظائر کو بطورِ تمثیل پیش کیا، مسائل کو بیان کرنے میں دلائل وبراہین کی طویل ترین ابحاث سے صرفِ نظر رکھا؛ تاکہ عام افراد بھی اس تالیف سے بھرپور مستفید ہوسکیں، اس کی تالیف کا زمانہ ۱۲۸۶ھ سے ۱۲۹۳ھ ہے۔

شیخ آفندی ابتدائی تین سال اس کی تایف وتدوین میں شریک رہے، پھر ذاتی وجوہات کی وجہ سے استعفیٰ دے کر دمشق واپس تشریف لے آئے۔

(۳)منة الجلیل لبیان ما علی الذمة من کثیر وقلیل.

(۴)الهدیة العلائیة لتلامیذ المدارس الابتدائیة.

(۵)إغاثة العاري لزلة القاري.

(٦)مثير الهمم.

(٧)معراج النجاح شرح نورالإيضاح.

وفات

۱۳۰٦ھ مطابق ۱۸۸۹ء میں مختصر علالت کے بعد علامہ آفندی اپنے مالکِ حقیقی سے جا ملے، نمازِ جنازہ جامع اموی میں ادا کی گئی، مجمع اتنا زیادہ تھا کہ آس پاس کے تمام راستے بھر گئے تھے۔

تدفین

مقبرہ باب الصغیر میں والد محترم اور دادا کے پہلو میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔

(ابن عابدين وأثره في الفقه الإسلامي ۲/ ۱۱۰۳-۱۱۰۹ دارالبشائر۔ الأعلام للزركلي: ٦/ ۷۰ ۲ دارالعلم۔ اسلامی بینکاری اور تجارتی قوانین ترجمہ مجلۃ الاحکام العدلیۃ: ۲۹ زوایہ پبلشرز لاہور)

❑❖❑

آغازِ رسالہ

نام ونسب

معلّمِ دَوراں، یکتائے زمانہ، خاتم الفقہاء، عالی النسب، شریعت وحقیقت، معقولات ومنقولات اور تصوف وطریقت کے جامع، عالمِ باکمال، فاضل وادیب، عوام وخواص کے مرجع، میرے آقا ومرشد علامہ محمد امین ابنِ عابدین کا سلسلۂ نسب یہ ہے:

محمد امین عابدین بن سید شریف عمر عابدین بن سید شریف عبدالعزیز عابدین بن سید شریف احمد عابدین بن سید شریف عبدالرحیم عابدین بن سید شریف نجم الدین بن سید شریف صالح الدین (جو اپنے وقت کے خدارسیدہ بزرگ، عالم وصوفی گزرے ہیں، عابدین کے لقب سے مشہور تھے) بن سید شریف نجم الدین بن سید شریف حسین بن سید شریف رحمت اللہ بن سید شریف احمد ثانی مصطفیٰ شہابی بن سید شریف احمد ثالث بن سید شریف محمود بن سید شریف احمد رابع بن سید شریف عبداللہ بن سید شریف عز الدین عبداللہ ثانی بن سید شریف قاسم بن سید شریف حسن بن سید شریف اسماعیل بن سید شریف حسین نتیف ثالث بن سید شریف احمد خامس بن سید شریف اسماعیل بن سید شریف اسماعیل ثانی بن سید شریف محمد بن سید شریف اسماعیل اعرج ابنِ امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین بن فاطمۃ الزہراء بنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ آلہٖ وصحبہ اجمعین۔

ولادت

۱۱۹۸ھ میں دمشق میں آپ کی ولادت ہوئی، ابتدائی نشوونما اپنے والد کے گھر میں پائی۔ (جو ایک نیک صاحبِ دل اور عبادت گزار تاجر تھے؛ اگرچہ باضابطہ عالم نہیں تھے۔)

ابتدائی تعلیم

ابتدائی عمر میں ہی علامہ شامی نے قرآنِ پاک حفظ کرلیا تھا، پھر تجارت سیکھنے کے لیے بازار میں اپنے والد صاحب کے ساتھ دوکان پر بیٹھنے لگے تھے۔

علمِ دین کی طرف میلان کا سبب

ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ علامہ شامی دوکان پر تلاوت میں مشغول تھے کہ ایک شخص کا گزر ہوا، وہ ان کی تلاوت سن کر رک گیا اور ڈانٹنے لگا کہ تم قرآنِ پاک صحیح نہیں پڑھ رہے ہو، تمہیں یہاں سرِ بازار تلاوت نہیں کرنی چاہیے، ایک تو اس لیے کہ یہ تجارت کی جگہ ہے، لوگ تمہاری تلاوت نہ سننے کی وجہ سے گناہگار ہو رہے ہیں اور اس کا سبب تم بن رہے ہو، دوسرے اس لیے بھی کہ تم قرآنِ پاک صحیح نہیں پڑھ رہے ہو۔

شیخ سعید حمویؒ (۱) کی خدمت میں

علامہ شامی پر مذکورہ شخص کی بات کا اتنا اثر ہوا کہ اُسی وقت اپنی جگہ سے اٹھے اور

---

(۱) **شیخ سعید حموی کا مختصر تعارف:** شیخ سعید حمویؒ ۱۱۵۵ھ میں شہر حماۃ میں پیدا ہوئے، سنِّ بلوغ کے بعد تحصیلِ علم کی طرف متوجہ ہوئے اور علاقے کے اصحابِ فضل وکمال کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا، آخر میں دمشق آکر آباد ہوگئے تھے، علامہ شامی نے یہیں آپ سے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ ایک لمبی مدتِ درس وتدریس میں مشغول رہنے کے بعد ۱۵ محرم الحرام/ ۱۲۳۶ھ میں انتقال کر گئے۔

(حلیۃ البشر: ۱/ ۲/ ۱۲۷، دارِ صادر بیروت)

لوگوں سے معلوم کیا کہ اس وقت سب سے بڑا قاری کون ہے؟ ایک شخص نے شیخ سعید حمویؒ کے بارے میں بتلایا، آپ ان کے گھر پہنچے اور تجوید وقراءت پڑھنے کی درخواست کی، شیخ کی اجازت پر پوری توجہ اور لگن کے ساتھ علمِ قراءت پڑھنے لگے، ابھی پندرہ سال کے بھی نہیں ہوئے تھے کہ علمِ قراءت کی مشہور کتابیں ''میدانیہ، جزریہ اور شاطبیہ'' وغیرہ حفظ یاد کر لی اور علمِ قراءت کے تمام طرق پر عبور حاصل کر لیا۔

اس کے بعد شیخ حمویؒ سے ہی نحو، صرف اور فقہِ شافعی پڑھا، اسی دَوران ''متن الزبد''، نحو وصرف اور فقہ کے دوسرے متون یاد کیے۔

شیخ شاکر عمریؒ کی خدمت میں(۱)

پھر علامۂ زمانہ، فقیہِ عصر سید محمد شاکر سالمی عمری کی خدمت میں حاضر ہوئے، جو

(۱) **شیخ شاکر عمری کا تعارف:** پورا نام شیخ سید شاکر بن علی بن سعد العمری ہے، عقاد حنفی اور ابنِ مقدم سعد کے نام سے مشہور ہیں، ولادت ۱۱۵۷ھ میں دمشق میں ہوئی، بارہ سال کی عمر میں والد کے سایۂ عاطفت سے محروم ہو گئے، حفظ دمشق کے ایک حافظ صاحب اور شیخ ابراہیم الحافظ کے پاس کیا، تعلیم اپنے دو ماموں عبدالرزاق بھنسی اور شیخ عبدالحئ سے حاصل کی، کم عمری میں ہی مسندِ درس پر بیٹھ گئے تھے، اللہ تعالیٰ نے افہام وتفہیم، الفاظ وتعبیر کے انتخاب اور مشکل مسائل کی عقدہ کشائی کا خصوصی ملکہ عطا فرمایا تھا، جس کی وجہ سے ہر طرف سے طلبہ واساتذہ آپ سے علمی استفادے کے لیے آنا شروع ہو گئے، تدریس کے سلسلہ میں آپ کا ایک خاص طرز یہ تھا کہ طلبہ کو مسائل سمجھانے کے بعد ان کو اپنے الفاظ میں لکھنے کا حکم دیتے، پھر جب طلبہ لکھ کر لاتے تو اس کی نوک و پلک کو سنوارتے اور ان کی حوصلہ افزائی کرتے، آپ ہمہ وقت درس وتدریس اور افہام وتفہیم میں مشغول رہتے، امراء کے وظائف کو کبھی قبول نہیں کرتے، ۱۲۲۲ھ میں کا انتقال ہو۔

(مستفاد از: ثبت ابنِ عابدین: ۵۱۹-۵۲۶، مکتبہ دار البشائر)

’’عقادِ حنفی‘‘ کے نام سے مشہور تھے، ان سے معقولات، حدیث اور تفسیر کی کتابیں پڑھیں، انہیں کی خدمت میں (مذہبِ شافعی چھوڑ کر) امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب اختیار کیا اور فقہ واصولِ فقہ پر پوری دسترس حاصل کرلی؛ یہاں تک کہ اپنے استاذ شیخ شاکر عمریؒ کی حیات ہی میں علامہ کے نام سے مشہور ہو گئے تھے۔

علامہ شامی ابھی شیخ شاکر عمریؒ سے البحرالرائق، ہدایہ اور شروحِ ہدایہ[(۱)] پڑھ ہی رہے تھے کہ ۴؍محرم الحرام ۱۲۲۲ھ میں وہ اس دارِفانی سے کوچ کر گئے۔

مذکورہ کتابوں کے درس میں آپ کے ساتھ شیخ کے مایہ ناز شاگرد وفقیہ النفس شیخ سعید حلبی شامی اور دوسرے تلامذہ شریک رہے۔

شیخ سعید حلبی[(۲)] کی خدمت میں

(شیخ شاکر عمری کے انتقال کے بعد) علامہ شامی نے مذکورہ کتابیں شیخ سعید حلبی سے

---

(۱) **شیخ شاکر عمری سے پڑھی ہوئی کتابیں:** علامہ شامی نے شیخ شاکر عمریؒ سے جو کتابیں پڑھیں وہ درج ذیل ہیں: الملتقی، کنزالدقائق، البحرالرائق، ہدایہ اور شروحِ ہدایہ، وقایہ اور شروحِ وقایہ، شرح المواضع المعلقۃ من وقایۃ الروایۃ، اور درایہ وغیرہ، آخر کی دونوں کتابیں مخطوطہ کی شکل میں ہیں، سب سے آخر میں الدرالمختار شروع کی، ابھی یہ اور دوسری کچھ کتابیں مکمل نہیں ہوئی تھیں کہ شیخ شاکر عمری کا انتقال ہوگیا، بعد میں آپ نے وہ کتابیں شیخ کے سب سے بڑے اور مایہ ناز شاگرد شیخ سعید حلبی سے پڑھیں۔

(۲) **شیخ سعید حلبی کا مختصر تعارف:** نام سعید بن حسین بن احمد ہے، ۱۱۸۸ھ میں حلب کے اندر پیدا ہوئے اور وہیں کے اہلِ علم سے ابتدائی تعلیم حاصل کی، ۱۲۰۷ھ میں دمشق تشریف لائے اور شیخ اسماعیل آفندی، شیخ محمد کزبری، شیخ شہاب عطار وغیرہ سے استفادہ کیا، سب سے آخر میں شیخ شاکر مقدم کی شاگردی اختیار کی، ۱۲۲۲ھ میں جب شیخ شاکر مقدم عمری کا انتقال ہوگیا، تو ان کے =

پڑھیں، شیخ سعید حلبی کے درس میں شیخ شاکر عمریؒ کے دوسرے تلامذہ بھی شریک رہے۔(۱)

= شاگردوں میں یہ عمر کے لحاظ سے سب سے بڑے اور فضل وکمال میں سب سے بلند مقام پر فائز تھے؛ اس لیے انہیں شیخ شاکر عمری کا نائب بنا کر مسندِ درس پر بیٹھایا گیا اور شیخ شاکر عمریؒ کے حلقۂ درس کے تمام تلامذہ نے ان کی شاگردی اختیار کرلی، تقریباً ستائیس سال درس وتدریس کی خدمت انجام دینے کے بعد رمضان ۱۲۵۹ھ میں اس دنیا سے کوچ کر گئے۔(مستفاد از حلیۃ البشر: ۲/ ۶۶۷، دار صادر بیروت، ابن عابدین وأثرہ فی الفقہ الاسلامی: ۱/ ۲۰۴، دار البشائر بیروت)

(۱) **شیخ سعید حلبی سے دوبار درمختار پڑھنا:** علامہ شامی نے شیخ سعید حلبی سے دومرتبہ درمختار پڑھی، پہلی مرتبہ کا آغاز شیخ شاکر عمری کے انتقال کے بعد شوال ۱۲۲۲ھ میں ہوا، پہلے وہ حصہ پڑھا جو شیخ شاکر عمری سے نہیں پڑھا تھا، بعد ازاں شیخ شاکر عمریؒ سے پڑھے ہوئے حصہ کو دوبارہ سرداً پڑھا، یہ سلسلہ ۱۲۲۴ھ میں مکمل ہوا اور شیخ نے اپنی طرف سے اس کی اجازت بھی عطا فرمائی۔

۱۲۲۵ھ کی ابتداء میں دوبارہ الدر المختار پڑھنی شروع کی، اس کے ساتھ ساتھ شیخ ابراہیم حلبی مداری کے حاشیہ علی الدر ''تحفۃ الاخیار'' اور ''البحر الرائق'' بھی مقارنتاً پڑھتے رہے۔

ردالمحتار کی تسوید: دوسری مرتبہ پڑھنے کے دَوران اپنے دونوں اساتذہ شیخ شاکر عمری اور شیخ سعید حلبی کی تقاریر، ذاتی مطالعہ اور دیگر شروحات وحواشی کی روشنی میں اس پر حاشیہ بھی لکھتے رہے، تقریباً چھ سال تک یہ سلسلہ چلتا رہا اور اواخر ربیع الثانی ۱۲۳۰ھ میں مکمل ہوا، گویا ان چھ سالوں میں حاشیہ کی تسوید کا کام ہوا۔

ردالمحتار کی تبییض اور اس کی ترتیب: اس کے بعد علامہ شامی ۱۲۵۲ھ میں اپنی وفات تک ۲۲/سال حاشیہ کی تبییض اور ترتیب میں لگے رہے۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ علامہ شامی نے حاشیہ کی تبییض کا کام چار حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا، پہلا حصہ عبادات پر مشتمل تھا، دوسرا کتاب النکاح حدود، ایمان جہاد وقف اور معاملات کے کچھ مسائل پر مشتمل تھا، تیسرا حصہ معاملات کے لیے خاص تھا اور چوتھا حصہ معاملات کے مابقیہ مسائل اور فرائض پر مشتمل تھا۔=

تالیفات

(۱)''حاشية على شرح المنار''.

علامہ علائی کی کتاب شرح المنار پر آپ نے دو حاشیے لکھے تھے، ایک کا نام ''نسمات الأسحار على إفاضة الأنوار شرح المنار'' تھا، دوسرے کا نام اس وقت میرے ذہن میں نہیں ہے، اس کا مسوّدہ شیخ تمیمی مفتیٔ مصر کے یہاں سے گم ہوگیا تھا۔

= **تبییض کا آغاز کتاب الاجارہ سے شروع کرنے کی وجہ:** علامہ شامی نے تبییض کے کام کا آغاز چوتھے حصہ سے کیا، دکتور ابوالیسر عابدین نے اس کی وجہ اپنے والد ابوالخیر عابدین سے یہ نقل کی ہے کہ کتبِ حنفیہ میں بہت سی ایسی کتابیں ہیں جو کتاب الاجارہ تک ہی ہیں، اس کے بعد صاحبِ کتاب یا ان کے استاذ کے انتقال کی وجہ سے سلسلہ آگے نہیں بڑھ سکا؛ اس لیے علامہ شامی نے کتاب الاجارہ سے آغاز فرمایا کہ اگر زندگی نے وفا نہیں کی تو میری تالیف دوسرے فقہاء کی کتابوں کے لیے تتمہ بن جائے گی اور اگر بقیدِ حیات رہا تو اس کو مکمل کر کے شروع سے مابقیہ حصے کو مکمل کر دوں گا۔

اسی وجہ سے علامہ شامی نے تبییض کا آغاز چوتھے حصہ سے فرمایا، جس کی ترتیب درج ذیل ہے۔

تبییض کے چار مراحل: پہلے مرحلہ میں کتاب الاجارہ سے آخرِ کتاب باب المخارج تک کی تبییض کا کام انجام دیا، جو ربیع الثانی ۱۲۳۰ھ سے شروع ہو کر محرم الحرام ۱۲۳۳ھ میں تقریباً دو سال نو ماہ کی مدت میں اختتام کو پہنچا۔

دوسرے مرحلہ میں ابتدائے کتاب یعنی مقدمہ سے کتاب الحج تک کی تبییض فرمائی، یہ سلسلہ ۱۲۳۳ھ سے جمادی الاولیٰ ۱۲۴۳ھ میں دس سال تین ماہ کی مدت میں تکمیل کو پہنچا۔

تیسرے مرحلہ میں کتاب النکاح سے کتاب الوقف کے آخر تک کی تبییض کا کام ہوا، جو جمادی الثانیہ ۱۲۴۳ھ سے شروع ہو کر شعبان ۱۲۴۹ھ تک چھ سال دو ماہ کے عرصہ میں مکمل ہوا۔

چوتھے اور آخری مرحلہ کا آغاز کتاب البیوع سے ہوا، ابھی کتاب القضاء کے مسائل شتیٰ کے =

(۲)"عقود اللآلي في الأسانيد العوالي".

یہ علامہ شامی کے استاذ شیخ شاکر عمریؒ کی اسانید کا مجموعہ ہے۔

= وسط تک ہی تبییض کا کام پہنچا تھا کہ علامہ شامی اس دارِفانی سے کوچ کر گئے، یہ سلسلہ شعبان ۱۲۴۹ھ سے ربیع الثانی ۱۲۵۲ھ تک تقریباً ساڑھے تین سال رہا۔

غیر مبیضہ حصے اوران کی اشاعت: کتاب القضاء کے مسائل شتی سے کتاب الہبہ کے آخر یعنی اواخر کتاب القضاء، کتاب الشہادت، کتاب الوکالۃ، کتاب الدعویٰ، کتاب الاقرار، کتاب الصلح، کتاب المضاربۃ، کتاب الایداع، کتاب العاریۃ اور کتاب الہبۃ تک کے ابواب کا مسوّدہ تبییض کے بغیر باقی رہا، جس پر علامہ شامی کی تحقیقات تعلیقات اور تنقیحات موجود تھیں، ۱۲۶۳ھ میں جب ردالمحتار کی پہلی مرتبہ اشاعت کی نوبت آئی تو مبیضہ حصوں کے ساتھ غیر مبیضہ حصوں کو بھی جوں کا توں بغیر کسی کمی زیادتی کے شائع کر دیا گیا؛ تاکہ کتاب مکمل اور مسلسل رہے اور غیر مبیضہ حصہ بھی محفوظ رہے۔

غیر مبیضہ حصوں کا تکملہ: یہ ابواب اسی طرح بغیر تبییض کے شائع ہوتے رہے، بعد میں انہیں مذکورہ ابواب کی علامہ آفندی نے "قرۃ عیون الأخیار فی تکملۃ حاشیۃ ردالمحتار" کے نام سے مستقل شرح لکھی، جس میں مسوّدہ کو بھی شامل کرلیا، ۱۲/رجب ۱۲۹۰ھ میں اس کی تالیف سے فراغت پائی۔

(ابن عابدین واثرہ فی الفقہ الاسلامی: ۲/ ۶۶۵، ۶۷۴، دارالبشائر بیروت)

امین الفتویٰ کے عہدہ پر فائز ہونے کے باوجود استاذ کے درس میں شرکت: ۱۲۳۰ھ کے بعد علامہ شامی دمشق کے امین الفتویٰ بھی منتخب ہو گئے تھے اور آپ کی کچھ کتابیں بھی منظرِعام پر آچکی تھیں، اِس طرح ایک گونہ مرجعیت حاصل ہوگئی؛ مگر اس کے باوجود اپنے کو استاذ سے مستغنی نہیں سمجھا اور برابر شیخ حلبی کے حلقۂ درس میں حاضری دیتے رہے؛ بلکہ دیگر علماء ومشائخ کے دروس میں بھی برکت اور عالی اسناد کے حصول کے لیے شرکت فرماتے۔

نیز اس کے ساتھ ساتھ مسوّدہ کی تنقیح وتہذیب اور تبییض کا کام جاری رکھا اور علامہ شمس کزبری، شیخ شہاب عطار اور دوسرے علماء ومشائخ کی بھی خدمت میں حاضری دیتے رہے۔ =

(۳)''شرح الكافي في العروض والقوافي''.

اِس کتاب کے مسوّدہ پر آخر میں ۱۲۱۵ھ کی تاریخ لکھی ہوئی ہے، اس وقت آپ کی عمر صرف سترہ سال تھی۔

(۴)''رفع الاشتباه عن عبارة الأشباه''.

(۵)''فتح رب الأرباب على لب الألباب شرح نبذة الإعراب''.

یہ شرح النبذۃ پر آپ کا حاشیہ ہے۔(۱)

مذکورہ تمام کتابیں آپ نے اپنے استاذ شیخ شاکر عمری کی حیات میں تصنیف فرمائی تھیں۔(۲)

= **علامہ شامی کی شخصیت کے عناصر دکتور عبداللطیف فرفور کی زبانی:** شیخ فرفور لکھتے ہیں: علامہ شامی کی شخصیت کی علمی بنیاد شیخ القراء سعید حموی نے ڈالی، اس پر علم وفضل کی فلک بوس عمارت شیخ شاکر عمری نے قائم کی، شیخ سعید حلبی نے اس عمارت کو رہائش کے قابل اور لائقِ استفادہ بنایا، پھر سرمدِ زمانہ شیخ خالد نقشبندی نے اس میں حُسن بھرا اور اس پر نور کی کرنیں بکھیری۔

(ابن عابدین وأثرہ فی الفقہ الاسلامی: ۱/ ۳۱۳، دارالبشائر بیروت)

(۱) کتاب کا نام نبذۃ الاعراب ہے، شیخ شاکر کی نگرانی میں علامہ شامی کے ایک رفیقِ درس محمد سعید اسطوانی نے اس کی شرح لکھی تھی، پھر شیخ کے حکم پر علامہ شامی نے اس شرح پر حاشیہ لکھا۔

(امام ابن عابدین وأثرہ فی الفقہ الاسلامی: ۱/ ۳۰۰، دارالبشائر بیروت)

(۲) **طلبہ کے ساتھ شیخ شاکر عمری کا ربط وتعلق:** شیخ شاکر عمری کا اپنے طلبہ سے جو تعلق اور ربط تھا وہ صرف درس کے اوقات تک محدود نہیں تھا؛ بلکہ وہ پورے دن طلبہ کی نگرانی کرتے، درسی کتب کے علاوہ دوسری کتابوں کی طرف ان کی رہنمائی کرتے، ہر ایک طالبِ علم کو درس کی تقریر اپنے الفاظ میں قلم بند کرنے کا حکم دیتے، پھر اس کی تنقیح وتہذیب کرتے، جب طالبِ علم کے اندر کچھ سمجھ اور لکھنے کا کچھ سلیقہ آجاتا تو اسے کوئی متن، شرح یا حاشیہ لکھنے کا مکلف بناتے، کبھی ایسا ہوتا کہ ایک طالبِ علم کو =

(۶) ''حاشیة ردالمحتار علی الدر المختار''[۱]۔

= متن لکھنے کے لیے دیا اور دوسرے کو اسی کی شرح یا حاشیہ لکھنے کو کہہ دیا، اور پھر ہر ایک کی تحریر کو پڑھتے اور اس کی اصلاح کرتے، جس کی وجہ سے طلبہ کی خوابیدہ علمی صلاحیتیں بیدار ہوتیں اور ان کے اندر تحقیق وتالیف کا ذوق پیدا ہوتا جو بعد میں ان کی تالیفاتی زندگی میں بہت معین اور ممد ثابت ہوتا۔

علامہ شامی کی مذکورہ پانچوں تصانیف شیخ شاکر عمری کی اسی کوشش اور توجہ کا ثمرہ تھیں، یہی وجہ ہے کہ شیخ شاکر کی حیات ہی میں علامہ کے نام سے مشہور ہو گئے تھے۔

(امام ابن عابدین وأثرہ فی الفقہ الاسلامی: ۱/ ۳۰۰، دار البشائر بیروت)

(۱) **ردالمحتار کی تالیف کا سبب:** اس کی تالیف کا سبب یہ بنا کہ علامہ شامی کے استاذ شیخ سعید حلبی کا معمول تھا کہ وہ اپنے درس میں طلبہ سے خوب بحث ومباحثہ اور سوال وجواب کرتے اور انہیں بھی اس کی اجازت دے رکھی تھی، ایک روز الدرالمختار کا درس ہو رہا تھا کہ مستحاضہ متحیرہ کا کوئی مسئلہ زیرِ بحث آیا، جس کی علامہ شامی نے بہت عمدہ وضاحت کی جو استاذ اور تمام رفقاء کو بہت پسند آئی، اس پر استاذ نے علامہ شامی کو الدرالمختار کا حاشیہ لکھنے کا حکم دیا اور خیر وبرکت وتکمیل کے لیے دعا کی۔

علامہ شامی کی ذہانت وفطانت اور شیخ سعید حلبی کی فکرمندی: شیخ سعید حلبی کو علامہ شامی کی ذہانت وفطانت، علمی استحضار، علو العزمی اور حاضر جوابی دیکھ کر یہ فکر رہتی کہ کہیں ان کے دل میں خود پسندی پیدا نہ ہو جائے؛ اس لیے وہ مختلف پیرائے سے خود پسندی سے بچنے کی تلقین کرتے اور اس بات کا استحضار کراتے کہ بندہ کو جو کچھ خدمت کی توفیق ہوتی ہے، اس کو اللہ کا فضل اور احسان سمجھنا چاہیے؛ تا کہ علامہ شامی کے اندر خود پسندی اور کبر نہ پیدا ہو۔ (امام ابن عابدین وأثرہ فی الفقہ الاسلامی: ۱/ ۲۰۶، دار البشائر بیروت)

ردالمحتار کا منہج اور اس کی خصوصیات

علامہ شامی نے مذکورہ کتاب میں دو جگہ کتاب کے منہج اور خصوصیات کا تذکرہ کیا ہے، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دونوں اقتباس نقل کر دیے جائیں: =

(۷)"العقود الدرية في تنقيح الفتاوى الحامدية".
ردالمحتار کی تصنیف کے دوران آپ نے یہ کتاب تالیف فرمائی تھی۔

= میں نے مسائل اور اصول وضوابط کی وضاحت میں اصل کی طرف مراجعت کا پورا اہتمام کیا کہ کوئی شرط یا قید نقل کرنے میں رہ نہ جائے اور بیش قیمت فروعات، اختلافِ اسباب کی وجہ سے پیش آنے والے مسائل وواقعات، عمدہ بحثیں، بہترین نکات، مشکلات کا حل، دشواریوں کے خاتمہ، مشکل مسائل کی وضاحت، لاینحل چیزوں کی عقدہ کشائی کا اضافہ کیا؛ تاکہ اصحابِ حواشی کی طرف سے اٹھائے جانے والے غیر ضروری اشکالات کا جواب دیا جاسکے اور شارح جوموفق من اللہ ہیں ان کا دفاع ہوسکے اور حجاب کو دُور کیا جاسکے۔

اسی کے ساتھ اس کا لحاظ کیا ہے کہ مسائل کے دلائل اور شواہد کے ساتھ ہر فرع کی اصل اور ہر مسئلہ کا مصدر واضح کردیا جائے اور جو بھی اختراعات میری مضمحل فکر نے کی اور جو بھی مصادر میری ناقص نظر سے گزرے، میں نے ان کی طرف اشارہ کردیا اور اس پر تنبیہ بھی کردی اور میں نے متأخرین علمائے کرام کے فتاویٰ اور شروحات میں مذکور اقویٰ، مفتیٰ بہ اور راجح قول کو بیان کرنے میں پوری قوت صَرف کردی۔

(مقدمہ ردالمحتار:۱/ ۴،۵،فرفور)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

روزِ محشر میں ربِّ ذوالجلال کے عفووکرم کا سب سے زیادہ حاجت مند بندہ اِس کتاب کا مصنف، دمشق شام میں علومِ شرعیہ کا خادم ابنِ عابدین کے نام سے مشہور محمد امین عرض کرتا ہے کہ اس نے ردالمحتار علی الدرالمختار نامی حاشیہ کے نصف حصہ کی تسوید کا کام اللہ تعالیٰ کی مدد سے صفر المظفر ۱۲۴۸ھ میں مکمل کرلیا تھا۔ جواللہ کے شکر سے اس طرح منظرِعام پر آئی کہ اصول وفروع کو جامع اور الدرالمختار میں حیران وسرگرداں رہنے والے کے لیے جواب ثابت ہوئی؛ کیوں کہ وہ تنقیحِ عبارات، توضیحِ رموز واشارات، بیانِ قول معتمد، وضاحتِ اعتراض وجواب اور اُن مشکل مسائل وپیچیدہ واقعات کی تفصیل پر مشتمل ہے، جن میں اکثر کی ابھی تک کسی نے وضاحت کی اور نہ ہی اُن کو بیان کرنے کی کوشش۔ =

(۸)''حاشية على البيضاوي''.

(۹)''حاشية على شرح الملتقى''.

(۱۰)''حاشية على النهر''.

(۱۱)''منحة الخالق على البحر الرائق''.

یہ البحر الرائق پر آپ کا حاشیہ ہے۔

(۱۲)''مجموعہ'' یہ علامہ کی ایک یادداشت تھی، جس میں نظم ونثر کے دلچسپ اور قیمتی فوائد، لطیف نکات، ادبی شہ پارے، پہیلیاں اور معمے جمع کیے تھے۔

(۱۳)''مجموعہ'' یہ بھی ان کی ایک یادداشت تھی، جس میں علامہ شامی نے اپنے دَور کے علماء کا تذکرہ کیا تھا اور یہ اب ''تاريخ المرادي'' کا ضمیمہ ہے، جو خود ان کے نانا کی تصنیف کردہ تاریخ کا تتمہ ہے اور یہ تتمہ بھی ''ريحانة الخفاجي'' کا ضمیمہ ہے۔

= اس کے علاوہ یہ متقدمین کی نقول سے بھرپور، متاخرین کی کتب کا خلاصہ اور نوازل وحوادث سے متعلق علامہ ابنِ نجیم، علامہ شرنبلالی، ملا علی قاری، عبدالغنی نابلسی، خاتم المحققین علامہ ابنِ قاسم قطلوبغا کے خصوصی رسائل، البحر الرائق، المنح اور الاشباہ والنظائر وغیرہ کے حواشی، علامہ خیر الدین رملی کی جامع الفصولین، فتاویٰ زینیہ، فتاویٰ تمرتاشیہ، فتاویٰ حامدیہ اور دیگر مفتیانِ کرام کے فتاویٰ، معتبر شیوخ ومشائخ کی تحریرات اور اللہ کے فضل وکرم سے پایۂ تکمیل کو پہنچنے والے بندے کے تیس رسائل، ناظرین کی پسندیدہ کتاب تنقیحِ فتاویٰ حامدیہ اور اس کے علاوہ دوسرے علمائے عظام کی کتب کے حوالوں سے آراستہ ہے۔

نیز اس میں کتبِ فتاویٰ، شروحات خصوصاً البحر الرائق، النہر الفائق المنح الاشباہ والنظائر اور حواشی میں در آنے والے سہو وخطا کو بیان کرنے کا اہتمام کیا گیا ہو؛ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے حمد وشکر سے یہ کتاب معتمد فی المذہب معتبر فی الاسلوب اور قضاۃ ومفتیانِ کے لیے ماخذ ثابت ہوئی، جیسا کہ اس کی تہہ میں غوطہ زنی کرنے والے علمائے کرام اور جسم کو تھکا دینے والے حسد سے پاک سچے مصنّفین اس کی گواہی دیں گے۔ (ردالمحتار: ۱۲/ ۲۲۴، ۲۲۵، فرفور)

(۱۴)''منهل الواردين من بحار الفيض على ذخر المتأهلين لمسائل الحيض''.

یہ علامہ برکویؒ کے رسالہ ''رسالة في الحيض والنفاس''کی شرح ہے۔

(۱۵)''شرح عقود رسم المفتي''.

(۱۶)''الرحيق المختوم شرح قلائد المنظوم في الفرائض''.

(۱۷)''تنبيه الولاة والحكام''.

رسائل

مختلف علوم وفنون میں آپ کے رسائل کی تعداد تیس سے زائد ہے، جن میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

(۱)''نشر العرف في بناء بعض الأحكام على العرف''.

(۲)''رسالة في النفقات''.

یہ اپنے موضوع پر ایک بے نظیر رسالہ ہے، جس میں علامہ شامی نے نفقات کے سلسلہ میں اصول وضوابط بیان کیے ہیں۔

(۳)''الفوائد العجيبة في إعراب الكلمات الغريبة''.

(۴)''إجابة الغوث في أحكام النقباء والأبدال والغوث''.

(۵)''العلم الظاهرفي نفع النسب الطاهر''.

(۶)''تنبيه الغافل والوسنان في أحكام هلال رمضان''.

(۷)''الإبانة في الحضانة''.

(۸)''شفاء العليل وبل الغليل في الوصية بالختم والتهاليل''.

(۹)''رفع الانتقاض ودفع الاعتراض في قولهم:الأيمان مبنية على الألفاظ لا على الأغراض''.

(۱۰)''تحرير العبارة فيمن هو أولى بالإجارة''.

(۱۱)''إعلام الأعلام في الإقرار العام''.

(۱۲)''مجموعة رسائل في الأوقاف''.

(۱۳)''تنبيه الرقود''.

(۱۴)''سل الحسام الهندي''.

(۱۵)''غاية المطلب''.

(۱۶)''الفوائد المخمصصة''.

(۱۷)''تحبير التحرير''.

(۱۸)''تنبيه ذوي الأفهام''.

(۱۹)''رفع الاشتباه''.

(۲۰)''تحرير النقول''.

(۲۱)''العقود الدرية''.

(۲۲)''غاية البيان''.

(۲۳)''الدرر المضيئة''.

(۲۴)''رفع التردد''.

(۲۵)''الأقوال الواضحة الجلية''.

(۲۶)''إتحاف الذكي النبيه''.

(۲۷)''مناهل السرور''.

(۲۸)''تحفة المناسك في أدعية المناسك''.

(۲۹)''مجموع أسئلة عويصة''.

(۳۰)''مقامات في مدح شيخه''.

(۳۱)''نظم الكنز''.

(۳۲)''قصة المولد الشريف النبوي''.[۱]

اس کے علاوہ اور بہت سی کتابوں پر ان کے حواشی ہیں، مستفتیان کے سوال وجواب کا ایک لمبا سلسلہ رہتا اور صرف مسودہ کی شکل میں جو نفیس بحثیں اپنے پیچھے چھوڑیں، ان کا تو کوئی شمار ہی نہیں۔

خلاصہ یہ کہ ان کی پوری زندگی تعلیم وتعلّم، افہام وتفہیم، رجوع الی اللہ اور رضائے الٰہی کی طلب میں گزری۔

انہوں نے اپنے اوقات طاعات وعبادات، نماز، روزہ، درس وتدریس، فقہ وفتاوی اور تالیف وتصنیف میں تقسیم کر رکھے تھے۔

انہیں لوگوں کی حاجت روائی کی بڑی فکر رہتی، لوگوں پر اعتماد کا اظہار کرتے، ان کے ساتھ عزت واحترام سے پیش آتے۔

بیعت وارشاد

علامہ شامی سلسلہ قادریہ میں اپنے استاذ شیخ شاکر عمریؒ سے بیعت تھے، شیخ کے ایک

(۱) **علامہ شامی کی تصنیفات کی تعداد:** دکتور عبداللطیف فرفور صاحب نے علامہ شامیؒ کی تصنیفات وتالیفات کی تعداد اِکاون (۵۱) تک شمار کی ہے اور ان میں مطبوعات، مخطوطات اور غیر موجود کی الگ الگ فہرست بنا کر ہر ایک کا مختصر تعارف اور اس کے مشمولات کی مختصر وضاحت کر دی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ابن عابدین وأثرہ فی الفقہ الاسلامی: ۱/ ۵۰۱ تا ۵۵۲، دار البشائر دمشق)

معتبر شاگرد نے بتلایا کہ ایک مرتبہ شیخ نے دَورانِ سفر فرمایا کہ مجھے محمد امین ابنِ عابدین کے اندر دینی و دنیوی اعتبار سے کوئی قابلِ اعتراض بات نہیں نظر آتی۔(۱)

اخلاق

وہ شاگرد مزید فرماتے ہیں کہ آپ حسنِ اخلاق، نیک سیرت کے مالک تھے، میں سفرِ حج میں

---

(۱) **علامہ شامی کا بیعت وارشاد سے تعلق:** شیخ شاکر عمری کے انتقال کے بعد علامہ شامی نے شیخ خالد نقشبندی سے اصلاحی تعلق قائم کرلیا تھا، علامہ شامی کا بیعت وارشاد سے تعلق محض رسمی نہیں تھا، وہ بلند پایہ محقق ومصنف ہونے کے ساتھ ساتھ عظیم المرتبہ روحانی شیخ بھی تھے، انہوں نے روحانی تربیت اور اسباق تصوف کی تکمیل مذکورہ دونوں مشائخ کے پاس کی تھی۔ ان کے تصوف سے متعلق دو رسالے ہیں: ایک کا نام ہے: ''**إجابة الغوث ببيان حال النقباء والنجباء والأبدال والأوتاد والغوث**''۔ یہ رسالہ ایک سوال کے جواب میں لکھا تھا، جس میں قطب، غوث اور ابدال وغیرہم کے بارے میں استفسار کیا گیا تھا، اس میں اس سوال کے جواب کے علاوہ تصوف سے متعلق مزید تفصیلات بھی ہیں۔

دوسرا رسالہ ''**سل الحسام الهندي لنصرة مولانا خالد النقشبندي**'' ہے۔ اس کے لکھنے کا سبب یہ ہوا کہ شام کے ایک ممتاز عالم ضیاء الدین خالد نقشبندی ہندوستان آئے اور مرزا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس اسباق تصوف کی تکمیل کی اور خلعتِ خلافت سے سرفراز ہوکر واپس گئے، وہاں ان کو کچھ معاندین کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا، انہوں نے ان پر مختلف اعتراضات اٹھائے، ان کے جواب میں علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ رسالہ لکھا۔ اس میں صوفیاء کے نزدیک مروج امور کے استناد اور ان کے حال وقال پر مفصل کلام کیا ہے۔ یہ دونوں رسائل مجموعہ رسائل ابن عابدین جزو دوم میں موجود ہیں۔ (امام ابن عابدین وأثرہ فی الفقہ الاسلامی: ۱/ ۳۱۲، دار البشائر بیروت، وتاریخِ دعوت وعزیمت: ۴/ ۳۸۵ مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنؤ)

ان کے ساتھ رہا، پورے سفر میں ان کی زبان سے کوئی ایسا لفظ نہیں نکلا جو ان کے رفقاء یا خدام کے لیے ناراضگی کا باعث ہو، ہاں اگر خلافِ شرع کوئی چیز دیکھتے، تو فوراً شریعت کے مطابق اس کو دور کرنے کی کوشش کرتے۔

عمومی احوال

ان سے بہت سے لوگوں نے خوب استفادہ کیا، پورے ملک سے بکثرت استفتاء ان کے پاس آتے تھے۔

انہوں نے تصنیف وتالیف کے لیے رات کا وقت مقرر کر رکھا تھا، جس کی وجہ سے رات میں سونے کا بہت کم وقت ملتا، دن میں بھی درس وتدریس اور مستفتیان کے کاموں میں مشغول رہتے۔(۱)

وہ اپنے دنیوی کام وکاج کا بھی لحاظ رکھتے؛ البتہ خود اس کو انجام نہ دیتے۔

رمضان کے دنوں میں ہر شب غور وتدبر کے ساتھ ایک ختم کا معمول تھا، بارہا ایسا ہوا کہ پوری رات تلاوت کرتے رہے اور روتے رہے وہ ہمیشہ باوضو رہنے کا اہتمام کرتے۔

انہیں اِس بات کی بہت فکر رہتی کہ کس طرح لوگوں کو فائدہ پہنچایا جائے اور ان کی غم گساری کی جائے، علماء اور طلبہ کا بڑا احترام کرتے اور ان کا مالی تعاون بھی فرماتے۔

---

(۱) **ذاتی حلقۂ درس کا قیام:** علامہ شامیؒ ۱۲۳۰ھ تک فقہ حنفی کی اہم کتب پڑھ کر اس میں کامل مہارت ودسترس حاصل کر چکے تھے اور دمشق کے امین الفتویٰ بھی منتخب ہو گئے تھے؛ لیکن اس سب کے باوجود تقریباً تیرہ سال (۱۲۴۳ھ) تک اپنا کوئی حلقۂ درس نہیں قائم کیا؛ بلکہ اپنے رفیقِ درس اور استاذ شیخ سعید حلبی کے درس میں شریک ہوتے رہے، پھر شوال ۱۲۴۳ھ میں باضابطہ طور پر اپنا حلقۂ درس قائم کیا اور الدر المختار کا درس دینا شروع کیا۔ (از مرتب)

وہ ایسے ضرورت مندوں پر زیادہ خرچ کرتے جو لوگوں کے سامنے خودداری اور حیا کی وجہ سے اپنی ضرورت کا اظہار نہیں کرتے۔

وہ علماء کے تئیں بہت باغیرت تھے، ان کی ہر طرح مدد کرتے اور جہاں تک ممکن ہوتا ان کا دفاع کرتے۔

غیرت وحمیت

علامہ شامی بڑے باحمیت تھے، صرف خدائے واحد کے سامنے جھکنا جانتے تھے، حکام اور رؤساء کے سامنے حق بات کہنے میں کسی کی پرواہ نہیں کرتے تھے، پوری زندگی ایک شخص کے ساتھ تجارت میں شریک رہے اور اسی کی آمدنی پر گزارا کیا۔

پرہیزگاری اور پہلا واقعہ

علامہ شامی حددرجہ پرہیزگار، متقی اور متدین تھے، ایک مرتبہ ایک مرجوح قول پر فتویٰ دینے کے لیے آپ کو دراہم سے بھری ہوئی پچاس تھیلیوں کی پیش کش کی گئی؛ مگر انہوں نے فتویٰ دینے سے انکار کردیا اور ایک بھی درہم قبول نہیں کیا۔

دوسرا واقعہ

اسی طرح وہ اوقاف کی ایسی جائداد خریدنے سے گریز کرتے جس پر کرایہ دار نے کوئی عمارت وغیرہ تعمیر کردی ہو، یا طویل مدت کے لیے اس کو کرایہ پر دے دیا گیا ہو، یا اس کی قیمت لگ چکی ہو یا دو آدمیوں نے اس کو کرایہ پر لے رکھا ہو۔

تیسرا واقعہ

ان کے نانا کی ایک موقوفہ جائداد تھی، جس کی تولیت کے لیے یہ شرط تھی کہ متولی ان کی

خاندان کا سب سے زیادہ ذی فہم شخص ہونا چاہیے، علامہ شامی نے استحقاق کے باوجود اُس کی تولیت قبول کرنے سے انکار کر دیا اور اپنے بھائی کے حوالہ کر دیا۔(۱)

وہ کسی ضرورت مند یا مفاد پرست کا ہدیہ قبول نہیں کرتے تھے۔

حلیۂ مبارکہ

وہ طویل القامت تھے، انگلیاں پُرگوشت تھیں، رنگ سفید اور زلفیں کالی تھیں، ان کے سر کے کچھ بال سفید تھے، دونوں بھوؤں کے بال ملے ہوئے تھے، بارعب اور باہیبت تھے، چہرہ خوبصورت اور حسین تھا، آپ کا چہرہ ہر وقت چمکتا رہتا، وہ ایک بہترین ہم نشیں تھے، جو شخص ایک بار ملاقات کر لیتا، وہ تاعمر ان کی شیریں بیانی، تواضع اور اخلاق کو یاد رکھتا۔

---

(۱) علامہ شامیؒ کی پرہیزگاری اور تقویٰ وطہارت کا اثر عملی زندگی کے ساتھ ساتھ ان کی علمی زندگی میں بھی عیاں تھا، مفتی شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''علامہ ابنِ عابدین شامی انتہائی وسیع المطالعہ ہونے کے باوجود اس قدر تقویٰ شعار اور محتاط بزرگ ہیں کہ عام طور سے اپنی ذمہ داری پر کوئی مسئلہ بیان نہیں کرتے؛ بلکہ جہاں تک ممکن ہوتا ہے اپنے سے پہلے کی کتابوں میں سے کسی نہ کسی کے حوالے سے بیان فرماتے ہیں۔ اگر ان اقوال میں بظاہر تعارض ہو تو اس کو رفع کرنے کے لیے بھی حتی الامکان کسی دوسرے فقیہ کے قول کا سہارا لیتے ہیں اور جب تک بالکل مجبوری نہ ہو جائیں خود اپنی رائے ظاہر نہیں فرماتے۔ اور جہاں ظاہر فرماتے ہیں وہاں بھی بالعموم آخر میں ''تامل'' یا ''تدبر'' کہہ کر خود بَری ہو جاتے ہیں اور ذمہ داری پڑھنے والے پر ڈال دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بسا اوقات الجھے ہوئے مسائل میں ہم جیسے لوگوں کو ان کی کتاب سے مکمل شفاء نہیں ہوتی''۔

(میرے والد میرے شیخ: ۶۷، مکتبہ معارف القرآن کراچی)

مجلس کی خصوصیت

وہ اپنے ہم نشینوں اور ہم جلیسوں کو مختلف طریقہ سے فائدہ پہنچانے کی کوشش کرتے، ان کی مجلس میں آداب کا بہت لحاظ کیا جاتا، اہلِ خانہ، محبین، تلامذہ اور ہم جلیسوں کے ساتھ وہ نرم گفتاری اور اعزاز واکرام سے پیش آتے، ان کی مجلس میں بیٹھ کر ہر شخص یہ محسوس کرتا کہ ان کے دل میں اس کے لیے اپنی اولاد سے زیادہ جگہ ہے۔

ان کی مجلس فحش گوئی، غیبت اور لغویات سے خالی تھی، سارا وقت لکھنے پڑھنے، افادہ واستفادہ اور مسائل کی مراجعت میں گزارتے۔

حق گوئی

وہ حق گوئی، فراستِ ایمانی، حکمتِ لقمانی اور تدین میں لاثانی تھے، حقوق اللہ کے بارے میں کسی کی ملامت کا اندیشہ نہیں کرتے، حق گوئی میں ظالم وجابر حکمران کی بھی رعایت نہیں کرتے، حکام، قضاۃ اور سیاسی لوگ ان سے مرعوب رہتے۔

علاقہ میں اثر ورسوخ

ان کے زمانہ میں دمشق اور آس پاس کے علاقوں میں عدل وانصاف کا بول بالا تھا، شرعی احکام کو خاص اہمیت دی جاتی، کوئی شخص کسی پر ظلم کرنے یا ناحق دعویٰ کرنے کی جرأت نہیں کرتا، اگر قاضی کسی کے خلاف ناحق فیصلہ کر دیتا تو مظلوم قاضی کا فیصلہ نامہ لے کر ان کی خدمت میں حاضر ہوتا، اگر وہ اس کے فیصلہ کے خلاف فتویٰ دے دیتے، تو قاضی کو اپنے فیصلہ سے رجوع کر کے ان کے فتوے کے مطابق فیصلہ کرنا پڑتا۔

مرجعیت

جب بھی کسی اسلامی ملک یا علاقے میں کوئی اہم واقعہ پیش آتا تو مقامی علماء ہونے

کے باوجود ان کے پاس اس کے متعلق استفتاء ضرور بھیجا جاتا۔(۱)

دیہاتی لوگ شریعت سے ناواقف ہونے کے باوجود ان کے فتوے کی قدر کرتے اور اس کی مخالفت نہیں کرتے تھے۔

نافعیت

وہ کوئی بات کہتے تو اس پر عمل کیا جاتا، ان کی سفارش قبول کی جاتی اور ان کی تحریریں بابرکت سمجھی جاتیں، حسنِ نیت، بلند اخلاقی، دینی قوت وصلابت کی بناء پر جو کچھ لکھتے، وہ لوگوں کے لیے مفید ثابت ہوتا۔

تصنیف میں انہماک

وہ کتابوں کی تصحیح وتالیف میں ہمہ وقت منہمک رہتے، اگر کسی مسئلہ میں قید، اعتراض، تنبیہ، سوال وجواب اور تتمہ کی ضرورت محسوس ہوتی تو حاشیہ میں ضرور اس کی صراحت کردیتے اور مراد کو واضح کردیتے۔

علوم وفنون کے ذخائر

ان کے پاس مختلف علوم وفنون کی کتابوں کا ایک بڑا ذخیرہ موجود تھا، اور اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے والد گرامی نے کہہ رکھا تھا کہ تمہیں جس کتاب کی ضرورت ہو، لے لیا کرو، قیمت میں دے دوں گا؛ اس لیے کہ تم میرے اسلاف کی سنت کا وہ پہلو زندہ کر رہے ہو جس کو میں فراموش کرچکا تھا، اے برخوردار! اللہ تم کو بہترین جزاء عطا فرمائے۔(۲)

---

(۱) علامہ شامی شام کے امین الفتویٰ بھی تھے، جس کی وجہ سے جدید مسائل میں آپ سے خصوصاً رجوع کیا جاتا تھا۔ (امام ابن عابدین وأثرہ فی الفقہ الاسلامی: ۱/ ۲۸۷، دار البشائر بیروت)

(۲) **کتابوں کی فراہمی میں علامہ شامیؒ کے والد کا تعاون:** علامہ شامیؒ کے والد محترم نے =

علامہ شامیؒ کے والد صاحب کے پاس اپنے آباء واجداد کی جو کتابیں تھیں، وہ سب انہوں نے ان کے حوالہ کردی تھیں، ان میں سے کچھ کتابیں الحمدللہ میرے پاس اب بھی ہیں۔

تصحیحِ کتب کا اہتمام

ان کی اکثر کتابیں خود اپنے ہاتھ کی نقل کی ہوئی تھیں، ہر کتاب پر کوئی نہ کوئی تحریر آپ کی ضرور ہوتی۔

وہ کتابوں کی تصحیح کا بڑا اہتمام کرتے تھے، کسی مقام پر اگر کوئی غلطی نظر سے گزرتی تو وہ ضرور اس کی اصلاح فرماتے اور مناسب عبارت رقم فرمادیتے۔

حسنِ خط

علامہ شامیؒ کا خط بہت عمدہ اور صاف تھا، لائنوں کے درمیان فاصلہ بالکل برابر ہوتا، کم ہی ایسے لوگ ہوں گے جنہوں نے اس طرح کے خط سے فتویٰ نویسی یا حاشیہ لکھنے کا کام انجام دیا ہوگا، سوالات کا جواب لکھتے وقت ان کو اکثر سوال درست کرکے دوبارہ لکھنا پڑتا۔

= علامہ شامیؒ کو کتابیں خریدنے کی اجازت دے رکھی تھی اور خود بھی ذاتی طور پر ان کے لیے دُور دُور سے کتابیں منگوانے کا اہتمام کرتے، مفکرِ اسلام حضرت مولانا علی میاں ندویؒ نے مشرقِ وسطیٰ کے اپنے سفرنامہ میں لکھا ہے کہ شام کے مشہور عالم اور مؤرخ شیخ محمد کردعلی سے ملاقات ہوئی، تو ہندوستان کے علماء کی تصنیفی خدمات کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ علامہ ابنِ عابدینؒ کے علمی کاموں میں ہندوستان کا بھی تعاون ہے، وہ اِس طرح کہ ان کے والد تاجر تھے اور ہندوستانی تاجروں سے ان کے اچھے مراسم تھے، جس وجہ سے وہ اپنے صاحب زادے کے لیے ہندوستان سے فقہی کتابیں منگواتے تھے، جو علامہ شامی کے مطالعہ میں رہیں، اس طرح ان کی فقہی خدمات میں اہلِ ہند کا بھی تعاون ہے۔ (مذکرات سائح فی الشرق العربی لابی الحسن الندوی: ۲۸۰، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)

تحقیق وفقاہت میں علامہ شامیؒ کا مرتبہ

وہ فقیہ النفس، یکتائے زمانہ اور ایک بلند پایہ محقق تھے، علم وتحقیق کے میدان میں ابنائے زمانہ میں کوئی ان کا ہم پلہ نہیں تھا۔(۱)

---

(۱) **علامہ شامیؒ کی فقہی بصیرت اور تبحر علمی کے پانچ بنیادی اسباب:** دکتور محمد عبداللطیف نے تحلیل وتجزیہ کر کے علمی مہارت، فقہی بصیرت اور تحقیق وتالیف کے میدان میں علامہ شامیؒ کی شخصیت کی تشکیل وبناء اور تعمیر وتربیت کے پانچ بنیادی اسباب لکھے ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) پہلے درجہ میں علامہ شامیؒ وہ چار مشائخ ہیں، جن کے پاس انہوں نے زانوتلمذ طے کیا اور علمی یا اصلاحی اعتبار سے ان کی شاگردی اختیار کی، جو درج ذیل ہیں: شیخ سعید حموی، شیخ شاکر عمری، شیخ سعید حلبی اور شیخ عبدالقدوس نقشبندی، یہ حضرات ان کے لیے معمارِ اوّل کی حیثیت رکھتے ہیں۔

(۲) وہ مشائخ جن کی مجالس میں علامہ شامیؒ شریک ہوئے اور ان سے اجازت حاصل کی، یہ ان کے لیے معمارِ ثانی کی حیثیت رکھتے ہیں۔

(۳) ان کے اہلِ خانہ: بیوی، والدہ اور خصوصاً والد ماجد جنہوں نے ان کو کتابیں فراہم کیں، یہ حضرات ان کے لیے معمارِ ثالث کی حیثیت رکھتے ہیں۔

(۴) ان کا وہ کتب خانہ جس میں ہر علم وفن اور موضوع سے متعلق کتابوں کا ایک بڑا ذخیرہ موجود تھا، ان میں سے کچھ ان کے والد کو وارثت میں ملی تھیں اور اکثر ان کے والد نے ان کے لیے خریدی تھیں، جس کی وجہ سے ایک ایسا ذاتی کتب خانہ تیار ہوگیا تھا جس کی نظیر اس زمانہ میں ملنی مشکل تھی، اس کا صحیح اندازہ حاشیہ ابنِ عابدین کے مطالعہ سے ہی ہوسکتا ہے، جس میں موقع ومناسبت سے جس کثرت کے ساتھ علامہ شامیؒ نے مختلف علوم وفنون کی کتابوں سے عبارتیں نقل کی ہیں وہ ایک بڑے کتب خانہ کی فراہمی کے بغیر ممکن نہیں۔

دکتور لؤی بن عبدالرؤوف الخلیلی نے ردالمحتار کے مراجع وآخذ پر "**لآلي المحار في تخريج مصادر ابن عابدين**" کے نام سے دو جلدوں میں ایک ضخیم کتاب تصنیف فرمائی ہے، =

وقت کے شیخ الاسلام کی علامہ شامیؒ سے اجازتِ حدیث کی درخواست

علامہ کے شاگردِ رشید مدینہ منورہ کے قاضی محمد آفندی جابی نے بتلایا کہ ایک مرتبہ (خلافتِ عثمانیہ کے) دارالخلافہ کے مفتیٔ سلطنت شیخ الاسلام عارف عصمت بک نے مجھ سے کہا کہ میری خواہش ہے کہ تم اپنے شیخ سے مجھے اجازت حدیث دینے کی درخواست کرو۔

درس کی خصوصیت

علامہ شامیؒ کے شاگرد مفتیٔ بیروت شیخ محمد آفندی حلوانی نے مجھ سے ایک مرتبہ بیان کیا کہ میں نے آپ کے والدِ گرامی کی درسی تقریر جیسی تقریر کہیں اور نہیں سنی، بارہا ایسا ہوا کہ میں نے سبق سے پہلے خوب مطالعہ کیا، تمام شروح وحواشی چھان ڈالے اور اپنی فہم کے مطابق تمام اشکالات حل کر لیے؛ لیکن جب درس میں بیٹھتا تو آپ کے والد گرامی ان تمام باتوں پر بھی کلام فرماتے، جو مطالعہ کے دَوران میری نظر سے گزری تھیں، اس کے علاوہ اور بھی ایسے فوائد ونکات بیان کرتے جو ہم نے نہ کبھی سنا تھا اور نہ وہ کسی کے حاشیۂ خیال میں آئے تھے۔

= جس میں ۴۹۳ مراجع کا مفصل تذکرہ کیا ہے، جن سے علامہ شامیؒ نے براہِ راست یا بالواسطہ استفادہ کیا ہے، یہ ذخیرۂ کتب علامہ شامیؒ کے لیے معمارِ رابع کی حیثیت رکھتا ہے۔

(۵) علامہ شامیؒ پوری عمر ایک شخص کے ساتھ تجارت میں شریک رہے، جس کی وجہ سے بیع وشراء کے رائج طریقے، اس کی صحیح شکلیں سمجھنے کا زیادہ موقع ملا اور ان کی فقہی تکییف وتطبیق میں آسانی ہوئی، خصوصاً دمشق کے امین الفتویٰ کے عہدہ پر فائز ہونے کے بعد نئے مسائل کی آمد اور ان کا فقہی حل شب وروز کا مشغلہ بن گیا تھا، یہی وجہ ہے کہ جدید مسائل حاشیہ ابنِ عابدین، تنقیح الفتاوی الحامدیۃ اور مجموعۃ الرسائل میں کثرت کے ساتھ ہیں۔

(مستفاد از ابن عابدین وأثرہ فی الفقہ الاسلامی: ۱/ ۳۱۵، دارالبشائر بیروت)

والدین کے ساتھ صلہ رحمی

وہ اپنے والدین کے ساتھ بہت محبت سے پیش آتے، ۱۲۳۷ھ میں جب ان کے والدگرامی دارِآخرت کی طرف کوچ کر گئے، توانہوں نے یہ معمول بنالیا کہ روزانہ رات کو سوتے وقت تلاوت واذکار کر کے ایصالِ ثواب کرتے، وفات کے ایک مہینہ بعد آپ نے خواب میں والد صاحب کو دیکھا کہ وہ کہہ رہے تھے کہ اے بیٹے! تم ہر شب جو ایصالِ ثواب کرتے ہو، اللہ تمہیں اُس کا بہترین اجر عطا فرمائے۔

دادی صاحبہ

والد صاحب کی دادی مشہور مؤرخ شیخ محبیؒ کی اولاد میں سے تھیں، انہوں نے اپنی اولاد پر بہت سی جائداد وقف کی تھی، جس میں سے کچھ میرے حصہ میں بھی آئی ہیں۔

والدہ ماجدہ

ہماری دادی والد صاحب کے انتقال کے بعد دو سال مزید زندہ رہیں، وہ ایک خدارسیدہ اور صبر کرنے والی خاتون تھیں، والد صاحب کے انتقال پر عام عورتوں کی طرح انہوں نے جزع وفزع بالکل نہیں کیا؛ بلکہ قضاء وقدر پر وہ ہر وقت صابر وشکر رہتیں، ہر حال میں اللہ کی تعریف وتحمید کرتیں، جب تک زندہ رہیں ہر ہفتہ ایک لاکھ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ کے اپنے بیٹے کو ایصالِ ثواب کرتی رہیں، نماز روزوں کا بہت اہتمام کرتیں، ان کا معمول تھا کہ ہر شب پانچوں وقت کی نمازوں کی احتیاطاً قضاء بھی پڑھتی تھیں۔

ان کا سلسلۂ نسب مشہور محدث حافظ داودیؒ سے ملتا تھا، ان کے چچا مشہور مصنف شیخ محمد بن عبدالحی داودیؒ تھے، جن کی تصنیفات میں "حاشیة المنهج"، "حاشية

ابن عقیل''اور''مجموع الفوائد''زیادہ مشہور ہیں، مشہور یہ ہے کہ ان کا سلسلۂ نسب سیدنا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے؛ مگر اس کا کوئی یقینی ثبوت نہیں ہے اور نہ ان کے پاس کوئی ایسا قابلِ اعتماد تحریری نسب نامہ ہے جس پر علماء کی شہادتیں ہوں۔

والد صاحب کے استاذ شیخ شاکر عمری نے اپنی بیٹی سے ان کے ساتھ رشتہ کی پیش کش کی تھی؛ لیکن ہمارے دادا نے یہ کہتے ہوئے معذرت کرلی کہ مجھے اندیشہ ہے کہ کبھی نہ کبھی تمہارے درمیان نااتفاقی پیدا ہوگی؛ کیوں کہ انسانی فطرت کا اس سے بچنا بہت مشکل ہے اور اس سے تمہارے شیخ کو تکلیف پہنچے گی۔(۱)

والدمحترم کی شفقت

علامہ شامیؒ کے والدِ گرامی ان پر حددرجہ شفقت و محبت کرتے تھے، ۱۲۳۵ھ میں جب وہ چار مہینہ کے لیے سفرِ حج پر تشریف لے گئے، تو اس دَوران ان کے والدِ گرامی نہ ان کے گھر اندرونی حصہ میں داخل ہوئے اور نہ ہی ان کا بستر استعمال کیا؛ بلکہ ہمیشہ گھر کے بیرونی حصہ میں قیام کرتے۔

ورع وتقویٰ

علامہ شامیؒ حج کے دَوران خاص طور سے احرام کی حالت میں بہت زیادہ احتیاط کرتے تھے، کھانے وغیرہ میں جب تک ان کو اطمینان نہیں ہوجاتا، تناول نہیں فرماتے؛ باوجود کہ حج کے دَوران ان کا بہت کم کھانے کا معمول تھا۔

(۱)اسی ایک واقعہ سے استاذ کے دل میں علامہ شامی کے مقام ومرتبت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے اور خود علامہ شامی اور ان کے والد کے دل میں استاذ کا کیا احترام تھا کہ ایسے اہم رشتہ سے محض اِس وجہ سے معذرت کرلی کہ یہ آئندہ کبھی استاذ کی تکلیف کا سبب نہ بن جائے۔ (ازمرتب)

رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی

وہ اعزہ واقرباء کے ساتھ صلہ رحمی کا معاملہ فرماتے، ہر اعتبار سے ان کا تعاون فرماتے، اپنے حقیقی بھائی مفتی وصوفی سید عبدالغنی کا بہت لحاظ کرتے، ان کے سب سے بڑے لڑکے دمشق کے امین الفتویٰ فقیہ وعلامہ سید احمد آفندی پر خصوصی توجہ فرماتے اور ان کی تعلیم وتربیت کا بڑا اہتمام کرتے۔

ایک مرتبہ اپنے بھائی سے کہنے لگے: اپنے بیٹے احمد کو میرے حوالہ کردو، میں اس کی تعلیم وتربیت خود کروں گا؛ چناں چہ احمد آفندی نے ان سے پہلے قرآنِ کریم پڑھا، اس کے بعد علامہ ابنِ عقیل کی مسلسلات پڑھی، والد صاحب نے ان کو حدیث کی عمومی اجازت بھی عطا فرمائی تھی، آج ان کا شمار علاقے کے کبارِ علما میں ہوتا ہے۔

ان کی متعدد تصانیف ہیں، جن میں کچھ درج ذیل ہیں:

(۱)"شرح مولد ابن حجر".

یہ اپنے اسلوب کے لحاظ سے ایک بے نظیر شرح ہے۔

(۲)"شرح علی الحال".

یہ سوریا کے ریاستی عدالت کے چیف شیخ جندی امین آفندی عباسیؒ کی تالیف ہے، جس کی انہوں نے شرح لکھی تھی۔

احمد آفندی کے دو بیٹے علم وفضل کے اعتبار سے زیادہ مشہور ہوئے:

(۱) سید محمد ابوالخیر: جو آپ کے فتاویٰ کا مسودہ تیار کرتے تھے، اور جامع ورد کے خطیب تھے۔

(۲) سید راغب: جو جامع ورد کے امام تھے۔

اساتذہ کا ادب اور ایک بزرگ کی پیشین گوئی

ایک مرتبہ ایک ہندی عالم شیخ عبدالنبی دمشق تشریف لائے، والد ماجد اپنے استاذِ محترم شیخ شاکر عمری کے ساتھ ان کی زیارت کے لیے تشریف لے گئے، جب وہاں پہنچے تو والد صاحب اپنی عادت کے مطابق اپنے استاذ کے جوتے ہاتھ میں لے کر چوکھٹ پر کھڑے ہو گئے، شیخ عبدالنبی نے شیخ شاکر سے کہا کہ اس لڑکے سے کہو کہ بیٹھ جائے؛ ورنہ میں بھی کھڑا رہوں گا، اس کے چہرے پر آلِ بیت کا نور چمک رہا ہے، عنقریب اس کو شہرتِ عامہ حاصل ہوگی اور اس کا فیض تمام بلادِ اسلامیہ میں جاری ہوگا، شیخ شاکر نے آپ کو بیٹھنے کا حکم دیا۔

اسی طرح کا ایک اور واقعہ مشہور صوفی و بزرگ شیخ طٰہٰ کردیؒ کے ساتھ پیش آیا، جب والد صاحب اپنے استاذ محمد شاکر عمری کے ساتھ ان کی زیارت کے لیے گئے تھے، اسی وقت سے شیخ کی توجہ آپ پر بڑھ گئی، وہ آپ کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دینے لگے۔

شیخ الحدیث علامہ محمد کزبریؒ سے اجازتِ حدیث

شیخ شاکر عمری جب اپنے مشائخ کی مجالس میں تشریف لے جاتے، تو آپ کو بھی اپنے ہمراہ لے جاتے۔

ایک مرتبہ مشہور بزرگ، عالم باعمل شیخ الحدیث علامہ محمد کزبریؒ کی خدمت میں لے کر گئے اور آپ کے لیے اجازتِ حدیث طلب کی، شیخ نے اجازت عطا فرمائی اور آپ کی یادداشت پر عمومی اجازت تحریر فرمائی، یہ ۱۲۱۰ھ کا واقعہ ہے۔

والد صاحب نے اپنی ''ثبت'' میں ان کی مختصر سوانح لکھی تھی، اس کی طرف رجوع کرنا چاہیے[۱]۔

---

(۱) دیکھیے ثبت ابن عابدین المسمی عقود اللآلی فی الاسانید العوالی: ۵۱۹، دار البشائر الاسلامیۃ۔

۱۲۲۱ھ میں جب ان کی وفات ہوئی تو آپ نے ایک مرثیہ بھی کہا تھا، جس کا پہلا مصرعہ یہ ہے:

خطب عظيم بأهل الدين قد نزلا ❖ فحسبنا الله في كل الأمور ولا

اور تاریخی مصرعہ یہ تھا:

إمام الكزبرى نجم أفلا ❖ قليل حلقه مازال منسدلا

محدثِ کبیر شیخ احمد عطار سے اجازتِ حدیث

اسی طرح شیخ شاکر آپ کو لے کر محدثِ کبیر شیخ احمد عطار کی خدمت میں بھی جایا کرتے تھے، ان سے بھی آپ کے لیے اجازتِ حدیث طلب کی، شیخ نے اجازت عطا فرمائی اور ۱۲۱۶ھ میں آپ کی ''ثبت'' میں حدیث کی عمومی اجازت تحریر فرمائی۔

والد صاحب نے اپنی ثبت ''عقود اللآلي'' میں ان کا بھی مختصر تعارف لکھا ہے، اس کی جانب رجوع کرنا چاہیے۔(۱)

۱۲۱۸ھ ان کی وفات پر آپ نے ایک مرثیہ کہا تھا، جس کا پہلا مصرعہ یہ ہے:

ليقدح الجهل في البلدان بالشرر
وليسكن العلم في كتب وفي سطر

شیخ امیر کبیر مصری سے اجازتِ حدیث

والد صاحب کو ان کے علاوہ شیخ امیر کبیر مصریؒ سے بھی اجازتِ حدیث حاصل تھی، انہوں نے اپنی تحریر سے عمومی اجازتِ عامہ لکھ کر رمضان ۱۲۲۸ھ میں آپ کو عنایت فرمایا تھا۔

---

(۱) دیکھیے: ثبت ابن عابدین المسمی عقود اللالی فی الاسانید العوالی: ۱۱۵، دار البشائر الاسلامیۃ۔

اور بھی بہت سے شامی، مصری، حجازی، عراقی اور رومی اساتذہ ومشائخ سے آپ کو اجازتِ حدیث حاصل تھی، جن کی فہرست بہت طویل ہے۔

ولادت سے پہلے بشارت

والد صاحب کے ایک چچا کا اسمِ گرامی صالح تھا، جو اسم بامسمّٰی تھے، صلاح وتقویٰ اور کشف وولایت میں مشہور تھے، ولادت سے پہلے انہوں نے آپ کی والدہ کو خوش خبری سنائی تھی، انہوں نے ہی آپ کا نام محمد امین رکھا تھا، بچپن میں یہ آپ کو اپنی گود میں لے لیتے اور کہا کرتے تھے کہ میں نے سیادت کا تاج تمہارے سر پر رکھ دیا ہے۔

شیخ صالح نے بہت سے رفاہی کام کیے، مسجدیں تعمیر کروانا اور بیوہ وضرورت مندوں کی حاجت روائی ان کا محبوب مشغلہ تھا، ان کے پاس امراء، وزراء، علماء، مشائخ، فقراء اور ضرورت مندوں کا تانتا لگا رہتا، وہ بڑی خیر وبرکت کے مالک تھے، لوگوں نے ان کی ذات سے خوب فائدہ اٹھایا۔

مشہور تلامذہ کی فہرست

علامہ شامیؒ کے شاگردوں میں علماء، فقہاء اور مصنّفین کی ایک بڑی تعداد ہے، جن میں بعض درج ذیل ہیں:

(۱) فقیہ وصوفی علامہ سید عبد الغنی۔

(۲) شیخ احمد آفندی جوان کے بھتیجے اور آج کل دمشق کے امین الفتویٰ ہیں؛ نیز بہت سی کتابوں کے مؤلف بھی ہیں۔

(۳) شیخ صالح ابنِ سید حسن عابدین جوان کے چچازاد بھائی کے بیٹے ہیں۔

(۴) مدینہ منورہ کے سابق مفتی مشہور عالم وفاضل علامہ جابی زادہ سید محمد آفندی۔

(۵) سید اسلامبول جنہیں مجیدی تمغہ ''نیشان'' سے نوازا گیا تھا۔
(۶) عابدو زاہد فی اللہ متقی فقیہ النفس شیخ یحییٰ السر دست: جو اپنے زمانہ کے معروف صوفی ہیں۔
(۷) قدوری اور عقیدۃ الطحاوی کے شارح فقیہ العصر علامہ شیخ عبد الغنی غنیمی میدانی۔
(۸) دمشق کے حالیہ امین الفتویٰ مفتی وعلامہ شیخ حسن البیطار، انہوں نے والد صاحب سے العقود الدریہ پڑھی اور مذہبِ حنفی کی تعلیم آپ ہی سے حاصل کی۔
(۹) شام کے حالیہ امین الفتویٰ علامہ محمد آفندی بیطار۔
(۱۰) الدر کے محشی عالم وفاضل احمد آفندی استانبولی۔
(۱۱) دمشق کے حساب داں عالم وفاضل سید حسین رسامہ۔
(۱۲) علامہ یوسف بدر الدین مغربی: جو بہت سی اہم اور مفید کتابوں کے مصنف ہیں۔
(۱۳) علامہ عبد القادر جابی۔
(۱۴) شیخ محمد جقلی۔
(۱۵) شیخ محمد آفندی منیر: جو بایہ ازمیر کے رفقاء میں سے ہیں۔
(۱۶) علامہ عبد القادر خلاصی: جو الدر المختار اور الفیہ لابن مالک وغیرہ کے شارح ہیں۔
(۱۷) مفتیٔ دمشق علامہ علی آفندی مرادی۔
(۱۸) قاضیٔ شام وعسکر اناطولی علامہ عبد الحلیم ملا۔
(۱۹) شیخ حسن بن خالد بک۔
(۲۰) شیخ محمد تلو۔
(۲۱) شیخ محی الدین یافی۔
(۲۲) شیخ القراء شیخ حمد محلاوی مصری۔

(۲۳) شیخ عبدالرحمٰن الجمل مصری۔

(۲۴) شیخ ایوب مصری۔

(۲۵) بغداد کے مشہور عالم وفاضل شیخ ملا عبدالرزاق بغدادی۔

(۲۶) قاضی جنین شیخ مصلح۔

(۲۷) قاضی صیدا شیخ احمد بزری۔

(۲۸) مفتی صیدا شیخ محمد آفندی۔

(۲۹) مفتی حمص شیخ محمد آفندی اتاسی۔

(۳۰) شیخ احمد سلیمان اروادی۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت سے علماء ومشائخ نے آپ سے استفادہ کیا، جن کی ایک لمبی فہرست ہے۔

وفات

چوّن (۵۴) سال کی عمر میں ۲۱/ جمادی الاولیٰ ۱۲۵۲ھ بروز منگل بوقتِ چاشت وہ اِس دارِفانی سے کوچ کر گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

تدفین

''تربت فوقانیہ'' میں باب الصغیر کے پاس ''قبۃ النسر'' کے نیچے ''تنویر الابصار'' کے شارح شیخ علائی اور امام الحدیث شیخ صالح جینینی کی قبر کے پاس ان کی وصیت کے مطابق تدفین عمل میں آئی۔ صبح وشام رحمت کے بادل ان کی قبر کی مٹی کو نمناک کریں۔

انتقال سے بیس دن قبل ہی علامہ علاء الدین حصکفی کی قبر کے بغل میں انہوں نے اپنی قبر تیار کروالی تھی، اس سے شیخ علائی سے ان کی محبت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے، ان کی

دو شرح ''الدر'' اور ''الملتقی'' پر حاشیہ لکھا، ان کی کتاب ''المنار'' کی شرح لکھی، اور میرا نام بھی انہیں کے نام پر علاء الدین رکھا۔

انہوں نے الدر المختار کے ایک نسخہ پر میری تاریخِ ولادت ۳؍ربیع الثانی ۱۲۴۴ھ بروز پیر درج فرمائی ہے۔ شیخ علائی کی مدح میں یہ قصیدہ بھی لکھا تھا:

عَلَاء الدّين يا مفتي الأنام ❖ جَزَاك اللهُ خيرًا عَلَى الدَّوَام
لقد أبرزت للفتيا كتابا ❖ مُبينًا للْحَلَال وللحرام
لقد أَعْطَيْت فضلا لَا يضاهي ❖ وعلما وافرا كالصب طام
فَكنت بِهِ فريد الْعَصْر حتما ❖ كَمثل الْبَدْر فِي وفن التَّمام
وَكَانَ بك الزَّمَان خصيب عَيْش ❖ طيبا ذا حبور وابتسام
وفَاق بدرك الْمُخْتَار عقد ❖ لفقه أبي حنفة ذُو انتظام
بِأَلْفَاظ تَرين الصعب سهلا ❖ ومطروحا على طرف الثمام
إِذا مَا قلت قولا قيل فِيهِ ❖ على قَول إِذا قَالَت حذام
صَغِير الحجم حاوي الجل مِمَّا ❖ تنقح فِي ربى الْكتب الْعِظَام
فَكل الصَّيْد فِي جَوف الفرا إِن ❖ تقل ذَا لست تخشى من ملام
حوى اسْما قد أُتِي طبق الْمُسَمّى ❖ وَمَا تَأتي كَذَا كل الاسامي(۱)

(۱) مفتی عام علاء الدین، اللہ آپ کو ہمیشہ جزائے خیر دے۔
آپ نے فتویٰ کے لیے ایسی کتاب پیش کی، جس میں حلال و حرام کو واضح کر دیا گیا ہے۔
آپ کو بے مثال فضل اور بارش کی طرح کثیر علم عطا کیا گیا ہے۔
جس کی وجہ سے آپ یکتائے روزگار ہو گئے جیسے کہ چودھویں رات کا چاند مکمل ہونے کے بعد۔
آپ نے بڑی زرخیز زندگی گزاری جو فرحت و مسرت سے بھرپور تھی۔ =

نمازِ جنازہ

جنازے میں اس قدر مجمع تھا کہ اُس کے گرنے اور لوگوں کے آپس میں گتھم گتھا ہونے کے اندیشہ سے لوگ جنازہ اوپر اٹھا کر چل رہے تھے؛ لیکن اس انتظام کے باوجود شہر کے حاکم اور فوج کو لوگوں کو منتشر کرنا پڑا، مرد، عورت، بچے، بوڑھے سب اشک بار تھے۔

نمازِ جنازہ جامع سنان پاشا میں ادا کی گئی، مجمع اتنا زیادہ تھا کہ پوری مسجد بھر گئی، لوگوں کو راستوں میں نماز ادا کرنی پڑی، نمازِ جنازہ ان کے استاذ شیخ سعید حلبی نے پڑھائی۔

انہوں نے نرینہ اولاد میں صرف اس راقم السطور کو چھوڑا، جو لطفِ الٰہی کا امیدوار اور تکملۂ ردالمحتار کا مرتب ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس تکملہ کو اپنی قربت کا ذریعہ بنائے، والد صاحب کے ساتھ رحم وکرم کا معاملہ فرمائے، ان کی قبر کو نور سے منور فرمائے، میری اور تمام مسلمانوں کی طرف سے انہیں بہترین جزاء عطا فرمائے اور مجھے ان کے ذریعہ اور اپنے نیک بندوں کے ذریعہ دنیا وآخرت میں نفع پہنچائے۔

❑❖❑

= آپ کی مرتب کردہ درمختار کی وجہ سے فقہِ حنفی (دیگر مذاہبِ فقہ پر) فائق ہو گیا۔
ایسے الفاظ میں (فقہِ حنفی کو آپ نے پیش کیا کہ) جس نے مشکلات کو آسان اور ممکن الحصول بنا دیا ہے۔
مختلف فیہ مسئلہ میں جب آپ کوئی بات کہتے ہیں تو وہ حذام نامی عورت کی بات کی طرح سچی ہوتی ہے۔
(یہ کتاب) مختصر ہونے کے باوجود ایسے فوائد پر مشتمل ہے جو بڑی بڑی کتابوں میں آچکے ہیں۔
جو کچھ تحقیقات میں نے ردالمحتار میں پیش کیں وہ سب آپ کی درمختار میں موجود ہیں، آپ کوئی بات کہتے ہیں تو ملامت کا اندیشہ نہیں کرتے۔
یہ کتاب ایسے نام پر مشتمل ہے جو اسم بامسمّٰی ہے؛ حالاں کہ تمام کتابوں کے نام اِس طرح کے نہیں ہوتے ہیں۔

مراجع

(۱) ابن عابدین واثرہ فی الفقہ الاسلامی مؤلفہ شیخ عبداللطیف فرفور: دارالبشائر دمشق۔

(۲) حلیۃ البشر فی تاریخ القرن الثالث عشر مؤلفہ شیخ عبدالرزاق بیطار: دارصادر بیروت۔

(۳) ردالمحتار علی الدرالمختار مؤلفہ علامہ ابن عابدین شامیؒ۔

(۴) تکملہ ردالمحتار مؤلفہ علامہ علاء الدین آفندی: دارالفکر بیروت۔

(۵) اعیانِ دمشق مؤلفہ علامہ شیخ محمد جمیل شطی: دارالبشائر دمشق۔

(۶) ثبت ابن عابدین مؤلفہ علامہ ابن عابدین: دارالبشائرالاسلامیۃ دمشق۔

(۷) الاعلام مؤلفہ خیرالدین زرکلی: دارالعلم بیروت۔

(۸) میرے والد میرے شیخ مؤلفہ شیخ الاسلام مفتی تقی عثمانی دامت برکاتہم: مکتبہ معارف القرآن کراچی۔

(۹) مذکرات سائح فی الشرق العربی مؤلفہ مولانا ابوالحسن علی ندویؒ: دارابن کثیر بیروت۔

(۱۰) اسلامی بینکاری اور تجارتی قوانین ترجمہ مجلۃ الاحکام العدلیۃ: ۲۹ زاویہ پبلشرز لاہور۔

(۱۱) تاریخ دعوت وعزیمت حضرت مولانا ابوالحسن علی میاں ندویؒ، مجلس تحقیقات ونشریات، لکھنو۔

❑❖❑

خاتم المحققین علامہ محمد امین بن عمر ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ (۱۱۹۸ھ/ ۱۲۵۲ھ) کی شخصیت عملی حلقوں میں محتاجِ تعارف نہیں ہے، فقہی بصیرت اور علمی و عملی مقام و منزلت کے لحاظ سے آپ فقہ حنفی کی اُن چنیدہ اور نابغۂ روزگار شخصیات میں سے ہیں، جن کے قلم و قرطاس کی صدائے بازگشت تقریباً دوصدی سے مسلسل سنائی دے رہی ہے، متقدمین کی کتابوں سے واقفیت، جزئیات پر عبور اور اپنے پیش رو فقہائے کرام کے منشا و مصداق کو صحیح طور سے سمجھنا اور اس کا تجزیہ کرنا آپ کی نمایاں خصوصیات تھیں۔

ضرورت تھی کہ امت کے اس عظیم فقیہ کی کوئی مختصر اور جامع سوانح عمری پیش کی جائے، مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ عزیزم مفتی محمد عاصم سلمہ نے اس ضروت کو محسوس کیا اور یہ ان کی سعادت مندی کی بات ہے کہ علامہ شامیؒ کے جلیل القدر فرزند محمد علاء الدین آفندی رحمۃ اللہ علیہ کی عربی زبان میں لکھی ہوئی "مختصر سوانح" ہی کو اردو قالب میں ڈھال دیا، ظاہر ہے کہ علامہ شامیؒ کے حالات و کمالات پر آپ کے خلف رشید اور آپ کی عظیم الشان تصنیف "ردالمحتار" کے تکملہ کے مصنف سے زیادہ بہتر کون روشنی ڈال سکتا ہے۔ (ماخوذ از تقریظ حضرت مولانا عارف جمیل صاحب مبارک پوری دامت برکاتہم)

ناشر
مکتبہ علم و فقہ
MAKTABA ILM-O-FIQH
اکابر و اسلاف کے علمی مآثر، نادر و نایاب رسائل اور مختصر قیمتی تحریروں کا مرکز
+91 74174 26613 maktabailmofiqh@gmail.com
Near Muslim Fund, Deoband, U.P. 247554

PEN TONE 989 786 9314